منهاج المسلم ـ أردو

اسلامی

حقوق وآداب

جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي

هاتف: ٤٢٣٤٤٦٦ ٠١٦ ـ فاكس: ٤٢٣٤٤٧٧ ٠١٦

209

جمعية الدعوة بالزلفي

اسلامی حقوق و آداب

منهاج المسلم – أردو

جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في الزلفي
Tel: 966 164234466 - Fax: 966 164234477

منهاج المسلم

ترجمه إلى اللغة الأردية

جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي

الطبعة الثالثة: ١٤٤٢/٩هـ

ح المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي

منهاج المسلم -الزلفي، 1434هـ

ردمك: ٢-٤٧-١٣-٨٠١٣-٦٠٣-٩٧٨

(النص باللغة الأردية)

١- الفقه الإسلامي 2-الشريعة الإسلامية أ- العنوان

ديوى 250 1434/10700هـ

رقم الإيداع: 1434/10700هـ

ردمك: ٢-٤٧-١٣-٨٠١٣-٦٠٣-٩٧٨

فہرست

اسلامی حقوق و آداب

5	اللہ پر ایمان
13	صحابہ کرام کی محبت و افضلیت اور علماء و حکام کی اطاعت
16	قراء و محدثین اور فقہاء امت سے محبت
20	اللہ تعالی کا ادب
25	کتاب اللہ کا ادب
27	رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ادب
30	نفس کے حقوق و آداب
36	والدین کے حقوق
39	اولاد کے حقوق
41	بھائیوں کے حقوق
41	میاں بیوی کے حقوق
49	قرابت داروں کے حقوق

پڑوسیوں کے حقوق	51
مسلمانوں کے حقوق	54
کافروں کے حقوق	64
جانوروں کے حقوق	68
مجلس اور اس میں بیٹھنے کے آداب	73
راستے میں بیٹھنے کے آداب	75
کھانے پینے کے آداب	77
سفر کے آداب	83
لباس کے آداب	92
خصائل فطرت کے آداب	96
سونے کے آداب	98
سونے سے پہلے کے اذکار	101
صبح وشام کے اذکار	109

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ پر ایمان

ہر مسلمان اللہ تعالی کے بارے میں یقین کامل رکھتا ہے کہ وہ موجود ہے اور وہی آسمان وزمین کا بنانے والا، پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا، ہر چیز کا رب اور مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، وہی جملہ صفات کاملہ سے متصف ہے اور ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔ اس پر عقلی اور نقلی دونوں قسم کے دلائل موجود ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

۱- اللہ تعالی نے قرآن پاک میں خود اپنے وجود اور اپنے اسماء وصفات کے بارے میں بتلادیا ہے اور یہ بھی بتلادیا کہ وہی سارے مخلوق کی ربوبیت میں لگا ہوا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الخَلْقُ وَالأَمْرُ تَبَارَكَ اللهُ رَبُّ العَالَمِينَ﴾ [الأعراف ٧: ٥٤]

تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر بلند ہوا، وہی رات کو دن سے ڈھانپتا ہے کہ وہ تیزی سے اس کے پیچھے (چلی آتی) ہے اور (اسی نے) سورج، چاند اور تارے پیدا کئے، ایسے طور پر کہ سب اسی کے حکم کے تابع ہیں، یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، بڑا ہی برکتوں والا ہے اللہ جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔

نیز اللہ کا فرمان ہے: ﴿يَا مُوسَى إِنِّي أَنَا اللهُ رَبُّ العَالَمِينَ﴾ [القصص۲۸ :۳۰]
اے موسی! یقینا میں ہی اللہ ہوں، سارے جہانوں کا پروردگار۔

نیز فرمایا: ﴿إِنَّنِي أَنَا اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾
بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو میری عبادت کر اور میرے ذکر کے لئے صلاۃ (نماز) قائم کر۔[طه ۲۰ :۱٤]

نیز فرمان باری تعالی ہے: ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللهِ رَبِّ العَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾ [الأنبياء ۲۱ :۲۲]
اگر ان (زمین و آسمان) میں سوائے اللہ تعالی کے اور بھی (سچے) معبود ہوتے تو یہ دونوں تباہ ہو جاتے، پس اللہ عرش (عظیم) کا رب ان باتوں سے پاک ہے جو یہ (مشرک) بیان کرتے ہیں۔

اسی طرح کائنات میں مختلف جہانوں کا وجود، اور ان میں انواع واقسام کے مخلوقات خود اپنے خالق کے وجود کی گواہی دے رہے ہیں کہ وہ اللہ عزوجل ہے۔ اس لئے کہ اس کے سوا اس کائنات میں کوئی ایسا نہیں جس نے یہ دعوی کیا ہو کہ اس نے ان جہانوں کو پیدا کیا اور وہی ان کو وجود میں لے آیا۔ نیز بغیر موجد کے کسی چیز کے وجود کو انسانی عقل محال و ناممکن سمجھتی ہے۔

ان جیسے عقلی و نقلی دلائل وغیرہ سے ایک مسلمان اللہ تعالی کے وجود کو، اس کے رب ہونے کو اور اس کے اولین و آخرین کا سچا معبود ہونے کو مانتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالی ہی ہر چیز کا رب ہے اور اس کی ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ جیسے اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ الحَمْدُ لله رَبِّ العَالَمِينَ ﴾ [الفاتحة ۱ :۲]
سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اللہ ہی کے رب ہونے کے عقلی دلائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ ہر چھوٹی بڑی چیز کے پیدا کرنے میں تنہا ہے۔ جیسے اس کا فرمان ہے:
﴿ قُلِ اللهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ [الرعد ۱۳ :۱۶]
کہہ دو کہ اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

دوسرا: تمام مخلوقات کی روزی رسانی میں بھی وہ تنہا و منفرد ہے۔ جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا ﴾ [هود ۱۱ :٦]
اور زمین پر رینگنے والی ہر مخلوق کی روزی اللہ تعالی کے ذمہ ہے۔

تیسرا: انسان کی فطرت سلیمہ اللہ کے رب برحق ہونے کی گواہی دیتی ہے، ہر انسان اس بات کو اپنے دل کی گہرائی میں محسوس کرتا ہے۔ جیسے اللہ نے فرمایا: ﴿ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ العَرْشِ العَظِيمِ * سَيَقُولُونَ لله ﴾ دریافت کیجئے کہ ساتوں آسمانوں کا اور بہت باعظمت عرش کا رب کون ہے؟ وہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے۔ [المؤمنون ۲۳ :۸٦، ۸۷]

چوتھا: اسی طرح اللہ سبحانہ و تعالی ہی ہر چیز کی ملکیت میں منفرد و تنہا ہے اور ان میں اسی کا تصرف مطلق ہے۔ جیسے اس کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الحَيَّ مِنَ المَيِّتِ وَيُخْرِجُ المَيِّتَ مِنَ الحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۞ فَذَلِكُمُ اللهُ رَبُّكُمُ الحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ﴾

آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ 'اللہ' تو ان سے کہئے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے، سو یہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمہارا رب حقیقی ہے، پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے۔ [یونس ۱۰ : ۳۱، ۳۲]

← اسی طرح ایک مسلمان اس بات پر بھی ایمان رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی پہلے اور پچھلے تمام لوگوں کا معبود برحق ہے، اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی عبادت کا حقیقی حق دار ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ شَهِدَ اللهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالمَلَائِكَةُ وَأُولُو العِلْمِ قَائِمًا بِالقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ العَزِيزُ الحَكِيمُ ﴾ [آل عمران۳ :۱۸]

اللہ تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، فرشتے بھی یہی کہتے ہیں اور علم والوں کا یقین بھی یہی ہے کہ وہ اللہ انصاف پر قائم ہے۔ اس غالب، حکمت والے کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

نیز فرمایا: ﴿ وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴾ [البقرة:۱۶۳]

اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ بہت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

← اللہ اکیلا ہی معبود برحق ہے۔ اس بات کی دلیلوں میں سے ایک دلیل اللہ کے پیغمبروں کا اس بات کی خبر دینا اور ان کا اپنی قوم کو صرف اللہ واحد کی عبادت کی طرف بلانا ہے۔ جیسے نوح علیہ السلام نے فرمایا:

﴿يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ﴾ [الأعراف٧ :٥٩]

اے میری قوم کے لوگو! ایک اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود برحق نہیں۔

اسی طرح ہود، صالح اور شعیب علیہم السلام نے کہا:

﴿يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ﴾ [الأعراف]

اے میری قوم کے لوگو! ایک اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود برحق نہیں۔

نیز اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾

یقیناً ہم نے ہر قوم میں ایک رسول کو بھیجا (جو اپنی قوم سے کہتے) کہ تم سب ایک اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔ [النحل ١٦ :٣٦]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ [الترمذي ٢٥١٦]

جب کچھ مانگنا ہو تو صرف اللہ ہی سے مانگ، اور جب مدد چاہنا ہو تو صرف اللہ ہی سے مدد چاہ۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان:

إِنَّهُ لاَ يُسْتَغَاثُ بِي وَإِنَّمَا يُسْتَغَاثُ بِاللهِ [رواه الطبراني]

فریاد مجھ سے نہیں کی جائے گی، بلکہ صرف اللہ ہی سے فریاد کی جائے گی۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان:

مَنْ حَلَفَ بِغَيرِ اللهِ فَقَدْ أَشْرَكَ [أبو داود ٣٢٥١]

جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔

اسی طرح آپ ﷺ کا یہ فرمان:

إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ (أبو داود ٣٨٨٣، مسند أحمد ٣٦١٥)

بے شک جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے اور محبت پیدا کرنے کے لئے جادو کرنے جیسے امور سب شرک ہیں۔

⬅ اسی طرح ایک مسلمان اللہ تعالی کے اچھے ناموں کو اور صفات عالیہ کو تسلیم کرتا ہے اور ان میں کسی دوسرے کو شریک نہیں بناتا، نہ ہی تاویل و تعطیل کرتا ہے اور نہ ان کو مخلوق کے صفات کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے، بلکہ اللہ تعالی نے اپنے لئے اور اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے لئے جن ناموں اور

صفات کو ثابت کیا ان کو وہ ثابت مانتا ہے اور جن چیزوں سے اللہ نے اپنے آپ کو اور اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کو مبرا قرار دیا ان سے اللہ کو پاک و برتر سمجھتا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ [الأعراف ٧ : ١٨٠]

اور اللہ کے سب اچھے نام ہیں تو ان کے ساتھ اس سے دعا کرو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں کج روی اختیار کرتے ہیں۔ عنقریب یہ لوگ اپنے اعمال کی سزا پائیں گے۔

نیز اللہ نے فرمایا:

﴿ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى ﴾

کہہ دیجیے کہ اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو، تمام اچھے نام اسی کے ہیں۔ [الإسراء: ١١٠]

اللہ کے اسماء وصفات کے دلائل میں سے نبی کریم ﷺ کا اللہ کے بارے میں بتانا بھی ہے۔ جیسے آپ ﷺ کا یہ فرمان:

يَضْحَكُ اللهُ إِلَى رَجُلَيْنِ، يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ

اللہ تعالی ان دو آدمیوں پر ہنستا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے اور دونوں جنت میں داخل ہوتے ہیں۔ [البخاري ٢٨٢٦ ومسلم ١٨٩٠]

(یعنی قاتل بعد میں مسلمان ہو کر شہید ہو جاتا ہے)۔

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقَى فِيهَا وَتَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ، حَتَّى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيهَا قَدَمَهُ، فَيَنْزَوِي بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ وَتَقُولُ: قَطْ قَطْ [البخاري ٧٣٨٤]

جہنمیوں کو برابر جہنم میں ڈالا جاتا رہے گا اور وہ کہے جائے گی کہ کیا ابھی اور ہے؟ یہاں تک کہ رب العزت اس میں اپنا قدم رکھ دے گا پھر اس کا ایک حصہ دوسرے سے سمٹ جائے گا اور اس وقت وہ کہے گی بس بس۔

نیز فرمان رسول ﷺ ہے: **يَقْبِضُ اللهُ الأَرْضَ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا المَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الأَرْضِ** [البخاري ٧٣٨٢ ، مسلم ٢٧٨٧].

اللہ تعالی قیامت کے دن زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟

ایک مسلمان جب اللہ کی صفات پر ایمان رکھتا ہے اور اس کو کسی بھی صفت سے متصف مانتا ہے تو ہر گز ہر گز نہ یہ اعتقاد رکھتا اور نہ ہی یہ خیال دل میں آتا ہے کہ اللہ کا ہاتھ کسی بھی طرح مخلوق کے مشابہ ہو سوائے محض نام میں اشتراک کے۔ جیسے اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ [الشُّورى ٤٢ :١١]

اس کی مانند کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

صحابہ کی محبت وافضلیت اور علماء وحکام کی اطاعت

مسلمان یہ ایمان رکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام اور آپ کے اہل بیت سے محبت رکھنا اور انہیں دیگر مومنوں و مسلمانوں سے افضل جاننا واجب ہے۔ اسلام میں سبقت کے اعتبار سے ان کے فضائل اور درجات بھی مختلف ہیں؛

چنانچہ ان میں سب سے افضل خلفاء راشدین ہیں، پھر **عَشَرَهٔ مُبَشَّرہ** یعنی وہ صحابہ کرام جنہیں رسول اللہ ﷺ نے دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دی وہ چاروں خلفاء راشدین، ⑤طلحہ بن عبید اللہ، ⑥زبیر بن عوام، ⑦سعد بن ابی وقاص، ⑧سعید بن زید، ⑨ابو عبیدہ عامر بن جراح، ⑩عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم۔

پھر اہل بدر (وہ صحابہ جو جنگ بدر میں شریک ہوئے)

پھر مذکورہ **عَشَرَہ مُبَشَّرہ** کے علاوہ، وہ صحابہ و صحابیات جنہیں جنت کی خوشخبری دی گئی؛ مثلا: فاطمہ الزہراء اور ان کے دونوں بچے حسن و حسین، ثابت بن قیس، بلال بن رباح رضی اللہ عنہم وغیرہم۔

اسی طرح مسلمان ایمان رکھتا ہے کہ ائمہ اسلام کی تعظیم، ان کا احترام و توقیر واجب ہے، ائمہ اسلام سے مراد ائمہ دین ہیں؛ جیسے تابعین اور تبع تابعین میں سے قراء حضرات، فقہاء کرام، محدثین عظام، اور مفسرین رحمۃ اللہ علیہم۔ اللہ ان سے راضی ہو اور ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

اسی طرح مسلمان ایمان رکھتا ہے کہ مسلم حکام کی اطاعت کرنا، ان کا احترام کرنا، ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنا واجب ہے، اور ان کے خلاف بغاوت کرنا حرام ہے۔

اسی لئے وہ مذکورہ تینوں قسم کے لوگوں کے ساتھ درج ذیل آداب کا لحاظ رکھتا ہے:

چنانچہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ اور اہل بیت سے:

- محبت کرتا ہے اس لئے کہ اللہ اور اس کے رسول ان سے محبت کرتے ہیں۔
- یہ ایمان رکھتا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں اور مومنین سے افضل ہیں، اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے:

﴿وَالسَّابِقُونَ الأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾ [التوبة: ١٠٠]

اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلاَ نَصِيفَهُ. [البخاري ٣٦٧٣ مسلم ٢٥٤٠]

میرے اصحاب کو گالی نہ دو، تم میں کا کوئی اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کرے تو وہ ان کے ایک مُد اور نصف مُد کے برابر نہیں ہو سکتا۔

(مُد ایک پیمانہ ہے، چار مُد کا ایک صاع ہوتا ہے اور ایک صاع پیمانہ میں چاول ڈالا جائے تو تقریبا پونے تین کلو ہوتے ہیں)۔

- حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو علی الاطلاق تمام صحابہ سے افضل مانتا ہے، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم کو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ حَيٌّ: أَفْضَلُ أُمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ.** [أبو داود ٤٣٢٨]

''ہم کہا کرتے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ باحیات تھے: نبی ﷺ کی امت میں آپ کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر اور پھر عثمان، رضی اللہ عنہم''۔

امام بیہقی نے امام شافعی (رحمہا اللہ) کا قول نقل کیا کہ: أَجْمَعَ الصَّحَابَةُ وَأَتْبَاعُهُمْ عَلَى أَفْضَلِيَّةِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ عَلِيّ [فتح الباري ٧/ ١٧]
از مترجم

ایک دوسری روایت اس طرح ہے:

كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ }

نبی کریم ﷺ کے زمانہ ہی میں جب ہمیں صحابہ کے درمیان انتخاب کے لئے کہا جاتا تو سب میں افضل اور بہتر ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے، پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔[صحیح البخاری ٣٦٥٥]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے فضائل الصحابہ [۷۸۵] میں ہے کہ

فَيَبْلُغُ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يُنْكِرُهُ

اللہ کے رسول ﷺ کو یہ بات پہنچتی آپ اس کا انکار نہ فرماتے۔

- ان کی برائیاں بیان کرنے سے اپنے آپ کو روکے رکھتا ہے، ان کے درمیان جو اختلافات رونما ہوئے ان میں خاموشی اختیار کرتا ہے۔

- نبی کریم ﷺ کے ازواج مطہرات کے عزت واحترام پر ایمان رکھتا ہے (یعنی وہ تمام مسلمانوں کی محترم مائیں ہیں، آپ ﷺ کی وفات کے بعد کوئی ان سے شادی نہیں کر سکتا)، وہ پاک باز ہیں، ہر طرح کے الزامات سے مبرا ہیں، ان میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد اور عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما ہیں۔

قراء ومحدثین اور فقہاء امت سے

- ایک مسلمان ان سے محبت کرتا ہے اور ان کے لئے رحمت کی دعائیں کرتا ہے، ان کے فضل ومرتبت کو مانتا ہے۔

- ان کا ذکر خیر کے ساتھ کرتا ہے، ان کے قول اور ان کی رائے پر ان کی عیب جوئی نہیں کرتا بلکہ یہ جانتا ہے کہ وہ اخلاص کے ساتھ اجتہاد کرنے والے تھے، ان کی رائے کو ان کے بعد والوں کی رائے پر ترجیح دیتا ہے لیکن اللہ، اس کے رسول اور آپ ﷺ کے صحابہ کے قول کے مقابلے میں ان کے قول کو چھوڑ دیتا ہے۔

- امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم نے جو بھی دینی، فقہی اور شرعی مسائل بیان کئے ہیں وہ در حقیقت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ماخوذ ہیں، اور ان دو اصل سرچشموں سے جو انہوں نے سمجھا، یا استنباط کیا یا (صریح دلیل نہ ملنے یا اجتہاد کی گنجائش نہ ہونے پر) قیاس کیا اسے ہی انہوں نے بیان کیا۔

- ایک مسلمان یہ بھی مانتا ہے کہ وہ ائمہ کرام انسان ہی تھے اسی لئے ان سے خطا وصواب (غلطی اور درستگی) دونوں کا امکان ہے، بعض دفعہ ان میں سے کسی سے کسی مسئلہ میں چوک ہو سکتی ہے، اور وہ بھی قصداً وعمداً نہیں بلکہ غفلت یا بھول اور اس مسئلہ سے متعلق تمام جوانب کا احاطہ اس موقعہ پر نہ ہونے کی وجہ سے، اس لئے کوئی بھی مسلمان ایسا نہ کرے کہ ان میں سے کسی ایک کی رائے کو تعصب کی بنیاد پر لے اور دوسروں کی رائے کو کوئی اہمیت دیئے بغیر چھوڑ دے، بلکہ ان میں سے جس کی رائے قرآن وسنت کے زیادہ قریب ہے اسے لے لے۔

حکام وقت کے بارے میں

- یہ ایمان رکھتا ہے کہ معروف میں ان کی اطاعت واجب ہے، اللہ تعالی کے اس فرمان کی روشنی میں: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ [النساء:٥٩]

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو حکم والے ہیں ان کی بھی۔

اور رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے:

اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ

سنو اور اطاعت کرو، خواہ تم پر کسی ایسے حبشی غلام کو ہی عامل (گورنر) بنایا جائے جس کا سر منقی کی طرح چھوٹا ہو۔[البخاري ٧١٤٢]

مگر ان کی اطاعت کو اللہ کی نافرمانی میں جائز نہ جانے، اس لئے کہ اللہ کی اطاعت ان کی اطاعت پر مقدم ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ [مسند أحمد ١٠٩٥]

اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

- ان کے خلاف بغاوت کو اور بر سر عام ان کی نافرمانی کو حرام جانتا ہے، نبی کریم ﷺ کے اس حدیث کی بنیاد پر:

مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ، فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً [البخاري ٧٠٥٣ مسلم ١٨٤٩]

جو اپنے امیر میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو اس پر صبر کرے، کیونکہ جو شخص سربراہ مملکت سے ایک بالشت دور نکل جائے وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

- ان کی نیکی و درستگی، توفیق اور شر میں پڑنے سے بچاؤ کے لئے دعا کرتا رہے، اس لئے کہ ان کی درستگی امت کی درستگی ہے اور ان کی بگاڑ میں قوم کی بربادی ہے۔

- ان کے ساتھ رہ کر جہاد کرے، ان کے پیچھے نماز پڑھے بھلے وہ کفر سے کم تر فسق وفجور کے مرتکب ہو جائیں، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اس حدیث کی بنیاد پر، کہ جب ایک شخص نے امیر کی اطاعت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے بتایا: اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوا، وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُم [مسلم ١٨٤٦] سنو اور اطاعت کرو، وہ اپنی ذمہ داری کے جواب دہ ہیں اور تم اپنی ذمہ داری نبھاؤ"۔

نیز عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے اس قول کی بنیاد پر بھی کہ:

بَايَعْنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا، وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَأَثَرَةً عَلَيْنَا، وَأَنْ لاَ نُنَازِعَ الأَمْرَ أَهْلَهُ، إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا، عِنْدَكُمْ مِنَ اللهِ فِيهِ بُرْهَانٌ

ہم نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاتھ پر سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کی خوشی وناخوشی، تنگی و آسانی نیز کسی اور کو ہم پر ترجیح دینے کی صورت، ہر حال میں، اور اس بات پر بھی کہ ہم حکام سے حکومت کے مسئلہ میں جھگڑا نہیں کریں گے ان سے اختلاف نہیں کریں گے، الا یہ کہ تم کوئی واضح کفر دیکھو، جس میں اللہ کی طرف سے تمہارے پاس کوئی دلیل وحجت ہو۔ {بخاري ٧٠٥٦، مسلم ١٧٠٩}

اللہ تعالی کا ادب

ایک مسلمان، اپنی ماں کے پیٹ میں نطفہ کی شکل میں ٹھہرنے سے لیکر تدریجی مراحل طے کرتے ہوئے اللہ عزوجل سے ملاقات کرنے تک اس پر اللہ کی ان گنت و بے شمار نعمتوں کو جب دیکھتا ہے تو بے ساختہ اللہ کا شکر بجالانے لگتا ہے اپنی زبان سے حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے اور اپنے اعضاء کو اس کی اطاعت میں لگا کر، اس طرح سے انسان اللہ سبحانہ و تعالی کا صحیح ادب بجالاتا ہے۔

جبکہ نعمتوں کی ناشکری اور منعم کے فضل کا انکار ادب میں سے نہیں ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴾ [البقرة: ١٥٢]

پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور ناشکری نہ کرو۔

جب ایک مسلمان دیکھتا ہے کہ اللہ تعالی اُس سے بہت باخبر ہے اور اُس کے تمام حالات کی اسے اچھی طرح خبر ہے تو اس کا دل اللہ کی ہیبت سے اور اس کا نفس اللہ کے عظمت و وقار سے بھر جاتا ہے، چنانچہ وہ اس کی نافرمانی کرتے ہوئے شرماتا ہے، اس کی اطاعت سے نکل جانے سے حیا کرتا ہے، اس طرح انسان اللہ تعالی کا صحیح ادب بجالاتا ہے۔

جبکہ یہ ذرا بھی ادب میں شمار نہ ہو گا کہ غلام اپنے آقا کی نافرمانی کھلم کھلا کرنے لگے، یا اُس کے دیکھتے ہوئے اس کے سامنے رذیل اور برے کام کرنے لگے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴾ [التغابن:٤]

اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو۔

جب ایک مسلمان اللہ کے بارے میں یہ غور کرتا ہے کہ وہ ہر لحاظ سے اس پر قادر ہے، اور کوئی بھاگنے اور فرار ہونے کی جگہ نہیں، نہ کوئی جائے پناہ وتحفظ ہے سوائے اس کے پاس کے، تو پھر وہ اُسی کی طرف دوڑ لگاتا ہے، اپنے معاملات اُسی کے سپرد کرتا ہے، اسی پر بھروسہ کرتا ہے، اس طرح وہ اپنے رب اور خالق کے ساتھ صحیح ادب بجالانے والا بنتا ہے،

یہ کیا ادب واحترام ہو گا کہ جس سے بھاگنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں اُس سے بھاگتا پھرے، اور جسے کوئی قدرت حاصل نہیں اس پر اعتماد کرے، اور جو نہ برائی سے بچا سکتا ہے نہ نیکی کی توفیق دے سکتا ہے اُس پر بھروسہ رکھے۔

پڑھئے ارشاد باری تعالی:﴿ إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴾ [هود:٥٦]

میرا بھروسہ صرف اللہ تعالی پر ہی ہے، جو میرا اور تم سب کا پروردگار ہے جتنے بھی پاؤں دھرنے والے ہیں سب کی پیشانی وہی تھامے ہوئے ہے، یقینا میرا رب بالکل صحیح راہ پر ہے۔

نیز فرمان باری تعالی ہے:﴿ وَعَلَى اللهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴾ [المائدة:٢٣]
اور اگر تم مومن ہو تو ایک اللہ ہی پر بھروسہ اور توکل کرو۔

جب ایک مسلمان اللہ کی رحمت پر نظر دوڑاتا ہے جو اس پر اور تمام مخلوقات پر سایہ فگن ہے تو مزید اس کی آرزو میں لگ جاتا ہے، چنانچہ وہ خالص انداز میں گڑگڑاتے ہوئے، دعا کرتے ہوئے اور اچھی گفتگو نیز عمل صالح کے وسیلے سے اسے پانے کی کوشش کرتا رہتا ہے، تو اس طرح اپنے اللہ کے ساتھ صحیح ادب کا لحاظ رکھنے والا بنتا ہے، یہ کوئی ادب واحترام نہیں کہ جس کی رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے اُس سے ناامید رہے اور اپنے کو محروم جانے۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ﴾ [الأعراف:١٥٦]
اور میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے۔

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ﴿ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ ﴾ [الزُّمر:٥٣]
اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔

جب ایک مسلمان اس طرف توجہ کرتا ہے کہ اس کے رب کی پکڑ سخت اور اس کا انتقام شدید ہے تو اس کی اطاعت و فرمانبرداری اور اس کی نافرمانی نہ کرکے اُس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، اس طرح اللہ کے ساتھ صحیح ادب واحترام بجالانے والا بنتا ہے،

اس کے برخلاف یہ ادب واحترام نہیں کہ ایک عاجز اور کمزور بندہ، غالب و

قدرت والے اور طاقتور و قہر والے اللہ کی نافرمانی کرے۔

ایسے بے ادب کیا اللہ کے اس کلام کو نہیں پڑھتے:

﴿ وَإِذَا أَرَادَ اللهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ ﴾

اور جب اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا اور نہ ہی اس کے سوا ان کا کوئی حمایتی ہوتا ہے۔[الرعد:۱۱]

نیز اللہ قادر مطلق کا فرمان ہے: ﴿ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴾ [البروج:۱۲]

بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

جب ایک مسلمان سے اللہ تعالی کی نافرمانی سرزد ہوتی ہے اور وہ اس کی اطاعت سے دور رہتا ہے تو یوں محسوس کرتا ہے کہ اللہ کی وعید نے اسے پکڑ لیا ہے، اس کا عذاب اُس پر نازل ہو چکا ہے، اسی طرح جب وہ اللہ کی فرمانبرداری کرتا ہے اور اس کی شریعت کی پیروی کرتا ہے تو اللہ کے وعدے پورے ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں، یوں محسوس کرتا ہے کہ اُس کی رضامندی کی چادر اس پر ڈال دی گئی ہے، یہ ہے ایک مسلمان کا اللہ کے ساتھ حسن ظن،

یہ ادب واحترام نہیں کہ انسان اللہ کے ساتھ سوء ظن کا شکار ہو پھر اس کی نافرمانی کرے، اس کی اطاعت سے دور نکل جائے، یہ سمجھے کہ وہ اس کی حالت سے مطلع نہیں ہے، اور اس کے گناہ پر اس کی کوئی پکڑ نہیں ہوگی۔ جبکہ اس کا فرمان یہ ہے کہ:

﴿ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ * وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي

ظَنَنتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [فصلت۴۱ :۲۲، ۲۳]

اور لیکن تم یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالی کو تمہاری بہت سی باتوں کی خبر ہی نہیں اور اسی خیال نے جو تم اپنے پروردگار کے بارے میں رکھتے تھے تمہیں ہلاک کر دیا ہے، پس تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔

اسی طرح یہ بھی اللہ کی شان میں بے ادبی ہو گی کہ انسان تقوی پرہیز گاری اختیار کرے، اس کا مطیع و فرمانبردار بن کر رہے اور گمان یہ رکھے کہ وہ اس کے اچھائیوں کا بدلہ نہیں دے گا اور اس کی اطاعت و بندگی کو قبول نہیں کرے گا۔ جبکہ فرمان جل شانہ ہے:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الفَائِزُونَ﴾

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہیں تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں۔[النور:۵۲]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ: ایک مسلمان کا اپنے رب کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا، جب اس میں برائیوں کی طرف میلان ہو تو اُس سے شرم وحیا کرنا، سچائی کے ساتھ اُس کی طرف متوجہ ہونا، اُسی پر بھروسہ کرنا، اُس کے رحمت کی امید رکھنا، اُس کے عذاب سے ڈرتے رہنا، اس کے وعدوں کے پورے ہونے کا یقین رکھنا، اور اس کے بندوں میں سے جس پر چاہے اس کی وعید کے اتر پڑنے کا اندیشہ رکھنا؛ یہی اللہ عز وجل کے ساتھ حسن ادب ہے، اب جو اس پر جتنا مضبوطی سے اس کی پابندی کرے گا اسی قدر اس کا درجہ بلند ہو گا۔

کتاب اللہ کا ادب

ایک مسلمان اللہ کے کلام کو مقدس مانتا ہے اور دوسرے تمام کلام سے اس کو زیادہ اشرف و افضل جانتا ہے، اور یہ کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، جو اس کے مطابق بات کرے گا وہ سچا ہو گا، جو اس کے موافق فیصلہ کرے گا وہ انصاف کرے گا، قرآن والے (یعنی اس کو پڑھنے، اس پر عمل کرنے والے) لوگ اللہ والے اور اس کے خاص بندوں میں سے ہیں، جو اس پر پابندی کے ساتھ عمل کریں وہ کامیاب وکامران ہیں، اور اس سے اعراض کرنے والے تباہ وبرباد ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ [مسلم ٨٠٤]

قرآن کریم پڑھا کرو، بے شک وہ قیامت کے دن اس پر عمل کرنے والے کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے:

أَهْلُ الْقُرْآنِ هُمْ أَهْلُ اللهِ وَخَاصَّتُهُ [مسند أحمد ١٢٢٧٩ ، وبمعناه ابن ماجة ٢١٥]

قرآن والے اللہ تعالی کے اپنے اور اس کے خاص منتخب لوگ ہوتے ہیں۔

اسی لئے مسلمان قرآن کے بارے میں مذکورہ ایمان کے علاوہ اُس کے حلال کو حلال جانتا ہے اور اس کے حرام کو حرام جانتا ہے، اس کے آداب کو اپنانے کا

اہتمام کرتا ہے اور اس کے اخلاق سے اپنے آپ کو ہم آہنگ رکھتا ہے؛ چنانچہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کے موقعہ پر درج ذیل آداب کو ملحوظ رکھتا ہے:

- باوضو، قبلہ رُخ ہو کر ادب ووقار کے ساتھ بیٹھ کر اس کی تلاوت کرتا ہے۔

- جلدی جلدی نہ پڑھتے ہوئے ترتیل کے ساتھ یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہے، تین رات سے کم میں پورا قرآن نہیں پڑھتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ [أبو داود ١٣٩٤]

جو قرآن کو تین رات سے کم میں پڑھتا ہو اس نے اسے نہیں سمجھا۔

- تلاوت کے وقت خشوع وخضوع کا اہتمام کرتا ہے۔

- اچھی آواز سے تلاوت کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ [أبو داود ١٤٦٨]

اپنی آواز کے ساتھ قرآن کو مزین کرو۔

- ریا اور دکھاوے کا ڈر ہو یا کسی نمازی کو خلل ہونے کا اندیشہ ہو تو دبی آواز میں، آہستگی کے ساتھ تلاوت کرتا ہے۔

- اس کے معنی ومفہوم پر غور وفکر کے ساتھ تلاوت کرتا ہے اور حضور قلبی کے ساتھ پڑھتا ہے اور اس کے اسرار ومعانی کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

- قرآن کی تلاوت کے وقت غافلوں میں سے نہیں ہوتا، اور اس کے احکام کی مخالفت کرنے والوں میں سے نہیں ہوتا، کیونکہ وہ خود اپنے آپ پر ہی لعنت بھیجنے کا

سبب بن سکتا ہے، وہ اس طرح کہ کوئی انسان جھوٹا ہو یا ظالم ہو اور اس موقعہ پر اگر وہ اِن آیات کی تلاوت کر رہا ہو تو پھر وہ اپنے ہی آپ پر لعنت کرنے والا بنتا ہے:

﴿لَعْنَةَ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾ [آل عمران:٦١] اللہ کی لعنت جھوٹے لوگوں پر ہے۔

﴿أَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ [هود:١٨] خبر دار! اللہ کی لعنت ظالموں پر ہے۔

- اللہ والے، اللہ کے خاص بندے جو قرآن والے ہیں، ان کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

رسول اللہ ﷺ کا ادب

ایک مسلمان دل کی گہرائی سے یہ شعور رکھتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا پورا پورا ادب ملحوظ رکھنا فرض ہے۔ اور اس کے اسباب یہ ہیں:

- اللہ تعالی نے آپ کا ادب بجالانا ہر مومن مرد ہر مومن عورت پر واجب قرار دیا ہے، جیسے اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَرَسُولِهِ﴾ [الحجرات:١]

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو۔

نیز فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز

سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔[الحجرات:۲]

- اللہ تعالی نے آپ کی اطاعت مومنوں پر فرض کی ہے، اور آپ کی محبت کو ان پر واجب قرار دیا ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴾

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔[محمد:۳۳]

نیز فرمایا:﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ﴾ [الحشر:۷]

اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ﴾

کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔[آل عمران:۳۱]

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، (ماں) باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔[مسلم ٤٤ ، البخاري ١٥]

لیکن آپ ﷺ کے ساتھ ادب واحترام کیسے ہو گا؟ کیونکر ہو گا؟

وہ اس طرح کہ

- آپ ﷺ کی اطاعت، دین و دنیا کی تمام راہوں میں آپ کے نقش قدم پر چلے۔

- آپ ﷺ کی محبت، توقیر و تعظیم پر کسی مخلوق کی محبت، توقیر اور تعظیم کو مقدم نہ کرے، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔

- جن سے آپ ﷺ کو دوستی ہے ان سے محبت کرے، جن سے آپ ﷺ کو دشمنی ہے ان سے نفرت کرے، جو آپ ﷺ کو پسند تھا اس سے راضی و خوش اور جس سے آپ ﷺ ناراض تھے اس سے ناراض و ناخوش رہے۔

- آپ ﷺ کا ذکر جب بھی ہو تو عزت و توقیر کے ساتھ ہو اور آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھے۔

- دین و دنیا کی جو بات بھی آپ ﷺ نے بتائی اس کی تصدیق کرے اور دنیا و آخرت کی جو غیب کی خبریں آپ ﷺ نے دیں ان کو سچ مانے۔

- آپ ﷺ کے سنتوں کو زندہ کرے اور آپ ﷺ کی شریعت کو پھیلائے اور آپ ﷺ کی دعوت کو غیروں تک پہنچائے اور آپ ﷺ کی وصیتوں کو پورا کرے۔ یہ سب آپ ﷺ کے ادب واحترام کے تقاضے ہیں۔

نفس کے حقوق وآداب

ایک مسلمان اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ اس کی دنیا و آخرت کی سعادت اس کے اپنے نفس کی تادیب (ادب سکھلانے، باادب رکھنے اور اصلاح کرنے) اور اس کو پاک وصاف رکھنے پر منحصر ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا (٩) وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا (١٠) ﴾. [الشمس].

جس نے اپنے نفس کو پاک رکھا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اسے روند دیا وہ خسارے میں رہا۔

نیز ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ وَالعَصْرِ (١) إِنَّ الإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ (٢) إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (٣) ﴾.

قسم ہے زمانہ کی، بے شک انسان یقینی خسارے میں ہے، سوائے ان کے جو ایمان لائے، اور اچھے اعمال کرتے رہے اور آپس میں حق کی وصیت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى

میری امت کے سبھی لوگ جنت میں داخل ہونگے سوائے اس کے جس نے انکار کیا، صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (جنت میں جانے سے) کون انکار کرے گا؟ آپ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی گویا اس نے انکار کیا۔ [البخاري ٧٢٨٩]

ایک مسلمان اس بات کو بھی مانتا ہے کہ اس کے نفس کو پاک و صاف کرنے والی چیز ایمان اور عمل صالح ہے اور جو چیز اس کو بگاڑنے اور خراب کرنے والی ہے وہ ہے کفر اور گناہ کے کام۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ﴾

دن کے دونوں سروں میں نماز برپا رکھ اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی، یقینا نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔[ھود:١١٤]

نیز ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾ [المطَّففين:١٤]

یوں نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر ان کے (برے) اعمال کی وجہ سے زنگ (چڑھ گیا) ہے۔

اسی لئے مسلمان ہمیشہ اپنے نفس کی اصلاح اور اس کو پاک کرنے میں لگا رہتا ہے، دن رات اپنے نفس کو نیکی کے قریب اور برائی سے دور رکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، ہر لمحے اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے، اور اس کو نیکی کا خوگر بنانے، طاعت پر قائم رکھنے میں خوب زور لگاتا ہے اسی طرح شر و فساد سے اس کو ہٹانے میں بھی اچھی محنت کرتا ہے، ان سب کے لئے وہ درج ذیل طریقے اپناتا ہے:

١-**توبہ:** اس کا مطلب ہے تمام گناہوں سے نافرمانیوں سے دور ہونا، گزرے ہوئے ہر گناہ پر شرمندہ ہونا، اور مستقبل میں پھر گناہ کی طرف نہ لوٹنے کا پختہ ارادہ کرنا۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَصُوحًا عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الأَنْهَارُ﴾

اے ایمان والو! تم اللہ کے حضور سچی خالص توبہ کرو، قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ مٹادے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ [التَّحریم:۸]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا [مسلم ۲۷۵۹]

بے شک اللہ تعالی اپنا ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے تاکہ دن میں گناہ کرنے والا توبہ کرلے اور دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات میں گناہ کرنے والا توبہ کرلے۔ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک ایسا ہوتا رہے گا۔

۲- **مراقبہ**: یعنی ایک مسلمان اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو اس کامل یقین کے ساتھ گزارتا ہے کہ اس کا رب اس کی نگرانی کر رہا ہے، اور جانتا ہے کہ وہ اس پر اپنی نگاہ رکھے ہوئے ہے، اس کے پوشیدہ و ظاہر سے وہ خوب واقف ہے، اس طرح اس کا نفس یقین حاصل کرلیتا ہے کہ اللہ برابر اس کا خیال رکھے ہوئے ہے، پھر اُسے اللہ کے ذکر سے انسیت حاصل ہوتی ہے، اس کی اطاعت میں اسے راحت ملتی ہے، چنانچہ وہ اسی کی طرف اپنی توجہ مبذول کئے ہوئے ہوتا ہے دوسروں سے منہ

پھیرے ہوئے رہتا ہے۔ اور درج ذیل آیت میں ’اپنے چہرے کو اللہ کے حوالے کرنے ‘کا مطلب یہی ہے: ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لله وَهُوَ مُحْسِنٌ﴾ [النساء:١٢٥] باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے؟ جو اپنے چہرے کو اللہ کے حوالے کردے (اپنے کو اللہ کے تابع کردے) اور ہو بھی نیکوکار۔

درج ذیل آیت میں اللہ نے عین اسی چیز کو بیان کیا ہے غور فرمائیں:

﴿وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾

اور آپ کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور جو کام بھی کرتے ہوں ہم کو سب کی خبر رہتی ہے جب تم اس کام میں مشغول ہوتے ہو۔ اور آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے۔[یونس:٦١]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ تو عبادت الٰہی اس طرح کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے دیکھ (پانے کا تصور) نہیں رکھتا تو (یہ ضرور ہونا چاہئے کہ) وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔[البخاري ٥٠، مسلم ٨]

٣۔ **محاسبہ:** مسلمان اس زندگی میں دن رات عمل کرتا رہتا ہے تاکہ یہ عمل دار آخرت میں سعادت، عزت افزائی کا سبب بنے اور اس سے اللہ کی رضامندی حاصل ہو۔

موسم عمل چونکہ یہ دنیا ہی ہے لہذا ایک مسلمان اپنے فرائض و واجبات کا ایسا خیال رکھتا جیسے ایک تاجر اپنے راس مال (سرمایہ) کا خیال رکھتا ہے،

اور نوافل کا اس طرح جیسے وہ اپنے سرمایہ سے زائد منافع کا خیال رکھتا ہے،

جبکہ گناہوں اور نافرمانیوں کو تجارت میں خسارہ کی طرح شمار کرتا ہے،

پھر وقتاً فوقتاً خلوت میں ہو کر اپنے یومیہ اعمال کا جائزہ لینے کے لئے اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے،

اگر اپنے عمل میں کوئی نقص دیکھتا ہے تو نفس کو کوستا اور ملامت کرتا ہے، اور فوری اس کی تلافی کی کوشش کرتا ہے، یعنی اس کی تلافی قضا سے ہو سکتی ہے تو قضا کرتا ہے، اگر قضا سے ممکن نہیں تو بکثرت نوافل کا اہتمام کرتا ہے، اسی طرح اگر نوافل میں کمی کوتاہی دیکھتا ہے تو اس کمی کو پورا کرتا ہے، اگر کسی منع کردہ چیز کا ارتکاب کرنے سے وہ خسارہ دیکھ رہا ہے تو اس خسارہ کے مطابق استغفار، شرمندگی، توجہ الی اللہ اور عمل خیر بکثرت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ محاسبہ نفس کا یہی مطلب ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللهَ إِنَّ اللهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ [الحشر:١٨]

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے (اعمال کا) کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے۔ اور ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا** تمہارا حساب لئے جانے سے پہلے خود اپنے آپ کا حساب کرلو۔

۲۔ **مجاہدہ:** مسلمان کو جاننا چاہیئے کہ اس کا سب سے بڑا دشمن اس کا اپنا نفس ہے، طبعی طور پر اس میں شر کی طرف جھکاؤ ہے اور وہ خیر سے راہ فرار اختیار کرنے والا ہوتا ہے، نیز برائی کا حکم دینے والا، راحت پسند ہوتا ہے اور شہوات وخواہشات کی رو میں بہتا رہتا ہے چاہے اسی میں اسکی بدبختی وہلاکت ہو۔

جب ایک مسلمان اس بات کو اچھی طرح جان لیتا ہے تو اب اپنے نفس کو نیک کام کا خوگر بنانے اور منکرات سے نفرت زدہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالی ایسے ہی اچھے لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴾

اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھادیں گے، یقیناً اللہ تعالی نیکوکاروں کا ساتھی ہے۔[العنكبوت:٦٩]

نیک لوگوں کا یہی طریقہ کار ہے اور سچے مومنین کی ڈگر یہی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ راتوں کو اٹھ کر اتنی دیر قیام فرماتے کہ آپ کے پیر مبارک سوج جاتے، جب اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: **أَفَلاَ أَكُونُ عَبْدًا شَكُورا** کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ [البخاري ١١٣٠]

والدین کے حقوق

مسلمان اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ اس کے والدین کا اس پر بڑا حق ہے، ان کے ساتھ حسن سلوک، ان کی طاعت و فرمانبرداری اور اچھا برتاؤ کرنا اس پر واجب ہے، اس لئے نہیں کہ وہ اس کے وجود کا سبب ہیں اور انہوں نے بچپن سے اس کا خاص خیال رکھتے ہوئے اچھا برتاؤ کیا تھا، نہیں! بلکہ اس لئے کہ اللہ جل جلالہ نے ان کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے اور ان کے حقوق کو اپنے حقوق کے ساتھ بیان کیا ہے۔

﴿ وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ﴾ [الإسراء:۲۳]

اور تیرے رب نے فیصلہ فرمادیا کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

(اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی نافرمانی کو اللہ کے ساتھ شرک جیسے کبیرہ گناہوں میں سے ذکر فرمایا)

أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الكَبَائِرِ؟ ثَلاَثًا، قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ الله، قَالَ: **الإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ** [البخاري ٢٦٥٤]

کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ لوگوں نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا: (کسی کو) اللہ کا شریک بنانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔

سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟ قَالَ:

الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: **ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ** قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: **ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ** [مسلم ٨٥، البخاري ٥٢٧]

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز اس کے (اول) وقت میں ادا کرنا، میں نے پوچھا پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کی فرماں برداری کرنا، میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے جواب دیا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جہاد میں جانے کی اجازت چاہنے لگا، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، تب آپ نے فرمایا: ان دنوں کی خدمت میں تو کوشاں رہ / (یہی تیرا جہاد ہے)۔
[بخاری ۳۰۰۴، مسلم ۲۵۴۹]

جب ایک مسلم اپنے والدین کے اس حق کو مانتا ہے اور اللہ کی اطاعت و فرماں برداری سمجھتے ہوئے، اس کے وصیت کو نافذ کرنے کے جذبے کے ساتھ اسے مکمل انداز میں ادا کرتا ہے تو اپنے والدین کے حق میں اس پر ضروری ہے کہ وہ ان درج ذیل آداب کا خاص خیال رکھے۔

- وہ دونوں جس چیز کا حکم دیں اسے بجالانا، یا جس چیز سے روکیں اس سے رُک جانا بشرطیکہ اللہ کی نافرمانی اور شریعت کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو، کیونکہ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کرنا ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ﴾ [لقمان:١٥]

اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا۔

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ**

اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔[مسند أحمد ١٠٩٥]

- ان کی عزت و توقیر کرنا اور ان کے ساتھ ادب کے ساتھ پیش آنا، ان کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنا، بات و کام (قول و عمل) میں ہر طرح کی اچھائی کو اپنانا، ان کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہ ہونے دینا، ان کے آگے نہ چلنا، بیوی بچوں کو ان پر ترجیح نہ دینا، ان کی اجازت اور مرضی ہی سے کہیں کا سفر کرنا۔

- ان کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کی جو بھی اچھی شکل ہو وہ کرتے رہنا، جیسے کھانا کھلانے، کپڑا پہنانے، ان کی بیماری کے وقت علاج دوائی کروانے اور جو بھی ان کو تکلیف پہنچے اسے دور کرنے اور اپنے آپ کو ان کے لئے فداء کر دینے میں۔

- ان کے لئے دعا اور استغفار کرتے رہنے اور ان کے دوستوں کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھنا۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا [بنی اسرائیل:٢٤]

اے میرے رب! ان دونوں پر تو ویسے ہی رحم فرما
جیسے انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی

اولاد کے حقوق

ایک مسلم اس بات کو مانتا ہے کہ والد پر اس کی اولاد کے حقوق ہیں، جیسے ان کے لئے اچھی ماں کا انتخاب کرنا، بچوں کا اچھا نام رکھنا، ساتویں دن عقیقہ کرنا، ختنہ کرنا، ان کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنا، اور رحمت وشفقت کا برتاؤ کرنا، ان پر خرچ کرنا، ان کی اچھی تربیت کرنا، ان کی صحیح اسلامی اور اچھی دنیوی تعلیم کا انتظام کرنا، اسلامی فرائض، سنتیں اور اسلامی آداب کی انہیں پراکٹس کروانا، جب شادی کی عمر کو پہنچ جائیں تو اچھی بیوی کا انتخاب کر کے شادی کر دینا، پھر اس کے بعد اختیار دینا کہ چاہے تو ان کی رعایت میں رہے چاہے تو الگ سے اپنا گھر بسا کر رہے۔ درج ذیل دلائل ان باتوں کی وضاحت کرتے ہیں:

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ [البقرة:۲۳۳]

جو باپ چاہتے ہوں کہ ان کی اولاد پوری مدت رضاعت تک دودھ پئیں، تو مائیں اپنے بچوں کو کامل دو سال دودھ پلائیں۔ اس صورت میں بچے کے باپ کو، معروف طریقے سے انہیں کھانا کپڑا دینا ہوگا۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔[التَّحریم:٦]

﴿ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا ﴾ [الإسراء:٣١]

اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو نہ مار ڈالو، ان کو اور تم کو ہم ہی روزی دیتے ہیں۔ یقیناً ان کا قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

الغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ، وَيُسَمَّى، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ

بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہے، جو ساتویں دن اس کی طرف سے ذبح کیا جائے گا، اور اس کا نام رکھا جائے گا اور سر کے بال اتارے جائیں گے۔ [الترمذي ١٥٢٢]

نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ [البخاري ٢٥٨٧ ومسلم ١٦٢٣]

اللہ سے ڈرو اور اپنے اولاد کے درمیان برابری کرو۔

مزید آپ ﷺ نے فرمایا:

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ [أبوداود ٤٩٥]

جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم دو اور اگر دس سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کے لئے مارو اور نہیں الگ الگ بستر پر سلاؤ۔

بھائیوں کے حقوق

ایک مسلم کو یہ جاننا چاہئے کہ اس کے بھائیوں کا اس پر ویسے ہی حق ہے جیسے والدین اور اولاد کے حقوق ہیں، چنانچہ چھوٹے بھائی پر ضروری ہے کہ وہ اپنے بڑے بھائیوں کی ویسے قدر کریں جیسے اپنے والدین کی کرتے ہیں، اور بڑے اپنے چھوٹے بھائیوں کے حقوق کو ویسے ہی جانیں اور نبھائیں جیسے اپنے والدین کے حقوق وواجبات کو جانتے و سمجھتے ہیں۔ اس حدیث کی بنیاد پر:

بَرَّ أُمَّكَ وَأَبَاكَ وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ ثُمَّ أَدْنَاكَ أَدْنَاكَ [حاكم ٧٢٤٥، إرواء الغليل ٨٣٧]

حسن سلوک کرو اپنی ماں کے ساتھ اور والد کے ساتھ اور بہن کے ساتھ اور بھائی کے ساتھ پھر جو جتنا زیادہ رشتے میں قریب ہے اس سے اتنا ہی زیادہ حق رکھتا ہے۔

میاں بیوی کے حقوق

شوہر کے اوپر بیوی کے اور بیوی کے اوپر شوہر کے جو حقوق ہیں ہر مسلمان ان کا اعتراف کرے اور ان کو ادا کرنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ **وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ** ﴾ [البقرة:٢٢٨]

اور عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے کہ جیسے دستور کے مطابق (مردوں کا حق) عورتوں پر ہے، البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔

اس آیت کریمہ سے شوہر بیوی ہر دونوں پر ایک دوسرے کے کچھ حقوق وآداب

ثابت ہوتے ہیں، خصوصی اعتبارات کی بنیاد پر مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ درجہ حاصل ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا، وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا

سنو بے شک تمہارے حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں، اور تمہاری عورتوں کے تم پر حقوق ہیں۔ [الترمذي ١١٦٣ وابن ماجة ١٨٥١]

ان میں بعض حقوق تو دونوں کے لئے مشترکہ اور برابر ہیں جبکہ بعض حقوق ہر ایک کے لئے خاص ہیں۔

مشترکہ حقوق

۱- امانت: ہر ایک کا دوسرے کے ساتھ امین ہونا واجب ہے، کوئی بھی کسی چھوٹی سے چھوٹی یا بڑی چیز میں خیانت نہ کرے۔

۲- محبت ورحم دلی: زندگی بھر ایک دوسرے کے ساتھ اتنا زیادہ خالص محبت، کامل شفقت کے ساتھ رہیں کہ اس آیت قرآنی کا مصداق بن جائیں:

﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ﴾ [الرُّوم:٢١]

اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے بیویاں پیدا کردیں تاکہ تم ان کی طرف (مائل ہوکر) سکون حاصل کرو، اس نے تمہارے درمیان محبت و شفقت پیدا کردی۔

نیز نبی کریم ﷺ کی اس حدیث کو بھی صحیح سمجھنے والے بن جائیں:

مَنْ لاَ يَرْحَمُ لاَ يُرْحَمُ [البخاري ٥٩٩٧ ومسلم ٢٣١٨]

جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

۳- باہمی اعتماد: دونوں ایک دوسرے پر اس قدر کامل بھروسہ کریں کہ کوئی دوسرے کی سچائی، خیر خواہی اور اخلاص میں ادنی ساشک بھی نہ کریں۔

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿**إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ**﴾ [الحجرات:١٠]

بے شک ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

رسول ﷺ نے فرمایا: **لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ**

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔[البخاري ١٣ مسلم ٤٥]

ازدواجی رابطہ و تعلق ایمانی بھائی چارگی کو اور بڑھاتا ہے اور اس میں پختگی اور اعتماد پیدا کرتا ہے۔

۴- عام حقوق وآداب: جیسے معاملات میں نرمی، چہرے پر شگفتگی، کریمانہ اخلاق، تقدیر و احترام، یہی وہ اچھے اور معروف آداب ہیں جن کے اپنانے کا اللہ عزوجل نے ہمیں حکم دیاہے: **وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوف** [النساء ١٩]

اور عورتوں سے معروف طریقے کے ساتھ نباہ کرو۔

اور رسول ﷺ نے بھی عورتوں کو بھلائی کی وصیت کرتے رہنے کی تعلیم دی ہے۔

فرمایا: **اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا** [مسلم ١٤٦٨ البخاري ٣٣٣١]

عورتوں کو بھلائی کی نصیحت کرتے رہنے کی میری ہدایت قبول کرو۔

(یہ تو تھے دونوں کے مشترکہ حقوق) اب ہر ایک پر دوسرے کے کچھ خاص حقوق وآداب ہیں، شوہر بیوی میں سے ہر ایک کو دوسرے کے بارے میں ان کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ وہ یہ ہیں:

بیوی کے حقوق

۱-شوہر معروف طریقے سے اپنی عورت کے ساتھ نباہ کرے۔ جیسا کہ اللہ نے حکم دیا:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوف [النساء ١٩]

اور عورتوں سے معروف طریقے کے ساتھ نباہ کرو۔

چنانچہ خود کھائے تو اُسے کھلائے، خود اچھا پہنے تو اسے بھی پہنائے، اس سے نافرمانی کا خطرہ ہو تو اس کی اصلاح کرے، اس کو ادب سکھلائے، جیسا کہ اللہ نے ادب سکھلانے کا حکم دیا، یعنی وعظ و نصیحت کرے، گالی گلوج نہ دے، برائیوں کو نہ اچھالے، اگر مان گئی تو الحمد للہ، ورنہ بستر سے جدائی اختیار کرے، مان گئی تو الحمد للہ، ورنہ مار کی سزا دے لیکن چہرے پر نہ مارے، اور ایسی مار نہ ہو جس سے خون بہے یا کوئی زخم آئے، یا جسم کا کوئی حصہ عیب دار ہو جائے، یا ہڈی ٹوٹے یا کوئی عضو بے کار ہو جائے۔ یہ سب کچھ اللہ کے اس فرمان کی روشنی میں:

﴿ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ﴾ [النساء:٣٤]

اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو، اور انہیں بستروں میں الگ چھوڑدو، اور انہیں مار کی سزا دو پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔

ایک شخص نے جب پوچھا کہ ہم میں سے کسی پر اس کی بیوی کا کیا حق ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ [أبو داود ٢١٤٢]

کہ جب تو کھائے اسے کھلائے، جب تو پہنے یا کہا کہ جب تو کمائے اسے پہنائے، اور چہرے پر نہ مار، برا نہ بول اور اس سے جدا نہ ہو مگر گھر میں۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ [الترمذي ١١٦٣]

خبر دار! تم پر عورتوں کا حق ہے کہ تم انہیں اچھا لباس اور اچھا کھانا مہیا کرو۔

لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ [مسلم ١٤٦٩]

کوئی مومن کسی مومنہ عورت سے نفرت نہ کرے، (اس لئے کہ) اگر اسے اس کی ایک عادت ناپسند ہے تو دوسری پسند آجائے گی۔

۲-اگر دین کی بنیادی معلومات اسے نہ ہوں تو سکھانے کی ذمہ داری شوہر کی ہے، یا خود سکھا نہیں سکتا تو علم کی محفلوں میں شریک ہونے کی اجازت دے تاکہ وہاں سے وہ علم حاصل کرے، اس لئے کہ بیوی کو اس کے کھانے پینے کی ضروریات پہنچانے سے زیادہ ضروری اس کے دین کی اصلاح کرنا ہے۔ اللہ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ [التَّحريم:٦]

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

۳- اسے اسلامی تعلیمات کو عملی جامہ پہنانے کا پابند بنانا چاہئے، چنانچہ زیب و زینت کے ساتھ باہر نکلنے سے منع کرے، جو محرم نہیں ہیں ان کے ساتھ اختلاط سے روکے رکھے، حقیقت میں مرد وہی ہے جو اپنی عورت کی حفاظت اور اس کی نگہداشت کا پورا ذمہ اور مسؤلیت اٹھاتا ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ﴾ [النساء:٣٤]

مرد عورتوں پر ذمہ دار ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ [البخاري ٧١٣٨]

مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور اس کی ذمہ داری میں جو ہے اس کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔

شوہر کے حقوق

بیوی پر شوہر کے درج ذیل حقوق و آداب واجب ہیں:

ا-اس کے ہر حکم کو ماننا ہے بشر طیکہ اللہ کی نافرمانی نہ ہوتی ہو،

﴿ **فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا** ﴾ [النساء:٣٤]

پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ [البخاري٣٢٣٧ مسلم ١٤٣٦].

جب مرد اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلائے، وہ نہ جائے اور وہ ناراض ہو کر رات گزار دے تو فرشتے اس عورت پر صبح تک لعنت کرتے رہتے ہیں۔

نیز اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا

اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔[الترمذي ١١٥٩]

٢- شوہر کی عزت و ناموس کی حفاظت، اس کے مال و اولاد اور گھر کی محافظت اسی کے ذمہ ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ **فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللهُ** ﴾ [النساء:٣٤]

پس جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت ونگرانی میں اُن کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا [البخاري ٨٩٣]

عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے اور جو اس کی ذمہ داری میں ہے اس کے بارے میں اُس سے پوچھا جائے گا۔

۳- شوہر کے گھر ہی میں رہے، بغیر اس کی اجازت ومرضی کے گھر سے نہ نکلے، اجازت سے نکلے تو نظریں نیچی، آواز دھیمی، اپنے آپ کو برائی سے روک رکھے، رشتے ناطوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اللہ نے فرمایا:

﴿ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الجَاهِلِيَّةِ الأُولَى ﴾ [الأحزاب:٣٣]

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور پہلی جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار نہ کرو۔

نیز اللہ جل شانہ نے فرمایا:

﴿ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ ﴾ [الأحزاب:٣٢]

(غیروں سے) نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ طمع کرے گا۔

نیز اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ﴾ [النور:٣١]

اور مومن عورتوں سے کہیئے کہ اپنی آنکھیں جھکا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں، الا یہ کہ جو از خود ظاہر ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُ النِّسَاءِ الَّتِي إِذَا نَظَرْتَ إِلَيْهَا سَرَّتْكَ، وَإِذَا أَمَرْتَهَا أَطَاعَتْكَ، وَإِذَا غِبْتَ عَنْهَا حَفِظَتْكَ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهَا [مسند طيالسي ٢٤٤٤]

بہترین عورت وہ ہے کہ جب تو اسے دیکھے تو تجھے خوش کرے، جب تو اسے حکم کرے تو تیری اطاعت کرے اور جب تو اس سے غائب ہو تو اپنے نفس اور تیرے مال کی حفاظت کرے۔

قرابت داروں کے حقوق

ایک مسلمان جس طرح کے آداب کا اہتمام اپنے والدین، اولاد اور بھائیوں کے بارے میں کرتا ہے ویسے ہی اپنے قرابت داروں کے بارے میں کرنا چاہیئے، چنانچہ نیکی و حسن سلوک میں اپنی خالہ اور پھوپھی کے ساتھ ماں کی طرح، چچا اور ماموں کے ساتھ اپنے والد کی طرح کا معاملہ رکھے گا۔ ہر کوئی جس کے ساتھ کسی بھی انداز کی قرابت داری ہے چاہے وہ مومن ہو یا کافر اس کے ساتھ صلہ رحمی کرنا، ان کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنا اپنا واجب سمجھتا ہے۔ چنانچہ ان میں جو بڑے ہیں ان کی توقیر کرتا ہے جو چھوٹے ہیں ان سے شفقت کرتا ہے، ان میں کوئی بیمار ہو جائے تو عیادت کرتا ہے، جو پریشان حال ہو ان کی غمگساری کرتا ہے،

مصیبت زدہ کو تسلی دیتا ہے، بھلے وہ رشتے کاٹنا چاہیں یہ جوڑتا ہے، بھلے وہ اس پر سختی کریں یہ ان کے بارے میں نرم رویہ رکھتا ہے، یہ سب کچھ قرآن وحدیث کے ارشادات کی تعمیل میں کرتا چلا جاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ ﴾ [النساء:١]

اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو۔

﴿ فَآتِ ذَا القُرْبَى حَقَّهُ وَالمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ذَلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾ [الرُّوم:٣٨]

پس قرابت دار کو، مسکین کو اور مسافر کو ہر ایک کو اس کا حق دیجئے، یہ ان کے لئے بہتر ہے جو اللہ تعالی کا منہ دیکھنا چاہتے ہوں، ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

﴿ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي القُرْبَى ﴾ [النحل:٩٠]

بے شک اللہ تعالی عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

إِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ، وَعَلَى ذِي الرَّحِمِ اثْنَتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ

بے شک مسکین کو خیرات دینا صدقہ ہے اور رشتہ دار کو دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔[النسائي ٢٥٨٢ وابن ماجة ١٨٤٤]

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ان کی ماں مکہ سے آئی ہیں، اور وہ مشرکہ ہیں، تو کیا وہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، تم اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

پڑوسیوں کے حقوق

ایک مسلمان پڑوسیوں کے حقوق و آداب کو مانتا ہے اور ہر پڑوسی پر ضروری ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کے حقوق ادا کرنے کی پوری پوری کوشش کرے، اللہ کے اس فرمان کی تعمیل میں:

﴿ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ﴾ [النساء:٣٦]

اور حسن سلوک کرو اپنے ماں باپ کے ساتھ، قرابت داروں کے ساتھ، یتیموں کے ساتھ، مسکینوں کے ساتھ، قرابت دار پڑوسی کے ساتھ، اجنبی پڑوسی کے ساتھ، پہلو کے ساتھی کے ساتھ، اور راہ کے مسافر کے ساتھ اور اپنے کنیزوں کے ساتھ۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَا زَالَ يُوصِينِي جِبْرِيلُ بِالْجَارِ، حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ

جبریل (علیہ السلام) پڑوسی کے بارے میں مجھے بار بار وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اسے وارث بنادیں گے۔[البخاري ٦٠١٤ مسلم ٢٦٢٥]

پڑوس کے حقوق میں سے چند یہ ہیں:

۱- قولاو فعلا کسی بھی طرح پڑوس کو تکلیف نہ دے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَه[البخاري ٦٠١٩ مسلم ٤٧]

جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہئے کہ ہمسایہ کی عزت و تکریم کرے۔

نیز اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: **وَالله لاَ يُؤْمِنُ، وَالله لاَ يُؤْمِنُ، وَالله لاَ يُؤْمِنُ قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُولَ الله؟ قَالَ: الَّذِي لاَ يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَايِقَهُ** [البخاري ٦٠١٦]

اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، پوچھا گیا کون اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: جس کا ہمسایہ اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں۔

۲- پڑوس کے ساتھ حسن سلوک کرے، جب وہ مدد طلب کرے تو اس کی مدد کرے، بیمار ہو تو اس کی اعانت کرے، خوش ہو تو مبارکباد دے، کسی حادثہ سے دوچار ہو تو اس کی تعزیت کرے، کوئی حاجت ہو تو اس کا ہاتھ بٹائے، اس کو سلام کرنے میں پہل کرے، نرم گفتگو کرے، اس کے بچوں کے ساتھ شیریں کلامی کرے، اس کے دین و دنیا کی بھلائی جس میں ہے اس کی رہنمائی کرے، اس کے لغزشوں کو درگزر کردے، اس کے عیوب کے پیچھے نہ پڑے، وہ کوئی عمارت یا گزر گاہ بنانا چاہے تو رکاوٹ نہ کھڑی کرے، اس کے گھر کے سامنے کچرا ڈال کر اسے ایذاءنہ پہنچائے، یہ تمام چیزیں حسن سلوک میں داخل ہیں جن کا حکم دیا گیا ہے۔

۳- کوئی بھی ہدیہ یا کسی اور طریقے سے بھلائی کرتے ہوئے اس کی عزت و تکریم کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ، لاَ تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا، وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ

اے مسلمان عورتو! تم اپنی ہمسائی کے لئے کوئی چیز معمولی نہ سمجھو، چاہے بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔[البخاري ٢٥٦٦ مسلم ١٠٣٠]

آپ ﷺ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

ا أَبَا ذَرٍّ إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً، فَأَكْثِرْ مَاءَهَا، وَتَعَاهَدْ جِيرَانَكَ [مسلم ٢٦٢٥]

ابو ذر! جب شوربہ دار کوئی چیز پکاؤ تو پانی زیادہ ڈال لو اور ہمسایوں کا خیال رکھو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ میرے دو پڑوس ہوں تو میں کس کو ہدیہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا [البخاري ٢٢٥٩]

جس کا دروازہ تیرے زیادہ قریب ہے۔

۴- اپنے پڑوسی کا احترام اور اس کی قدر و منزلت کا ضرور خیال رکھے۔ چنانچہ وہ اگر اپنے دیوار میں کھونٹی رکھنا چاہے تو منع نہ کرے، اپنا گھر بیچنا یا کرایہ پر دینا چاہے تو پہلے اس کو خبر دے یا اُس سے مشورہ لے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لاَ يَمْنَعْ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي جِدَارِهِ [البخاري ٢٤٦٣ مسلم ١٦٠٩]

کوئی ہمسایہ اپنے کسی ہمسایہ کو اپنے دیوار میں کھونٹا لگانے سے نہ روکے۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَأَرَادَ بَيْعَهَا، فَلْيَعْرِضْهَا عَلَى جَارِهِ

جس کے پاس زمین ہو اور وہ اسے بیچنا چاہتا ہو تو چاہیئے کہ پہلے اسے اپنے پڑوس پر پیش کرے۔[ابن ماجة ٢٤٩٣ الصحيحة ٢٣٥٨]

مسلمانوں کے حقوق

ہر مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے حقوق و آداب جو اس پر واجب ہیں ان کو مانتا ہے، اور ان کا اہتمام کرتا ہے، اور انہیں ادا کرتا ہے، اس عقیدے کے ساتھ کہ یہ اللہ کی عبادت اور ایسا عمل ہے جس سے اللہ کی قربت چاہتا ہے۔ وہ آداب یہ ہیں:

۱- جب ملاقات ہو تو بات کرنے سے پہلے سلام کرے۔ اور کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر مصافحہ کرے، اگر وہ سلام کرے تو وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر جواب دے، اللہ تعالی کے اس فرمان کی بنیاد پر:

﴿ وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ﴾ [النساء:٨٦]

اور جب تمہیں سلام کہا جائے تو اس سے بہتر جواب دو، یا اسی کو لوٹاؤ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى المَاشِي، وَالمَاشِي عَلَى القَاعِدِ، وَالقَلِيلُ عَلَى الكَثِيرِ

سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد

والے بڑی جماعت کو سلام کہیں۔[البخاري ٦٢٣٢ مسلم ٢١٦٠]

نیز یہ بھی ارشاد نبوی ہے:

وَتَقْرَأُ السَّلاَمَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ [البخاري ١٢ مسلم ٣٩]

سلام کرو اس کو بھی جسے تم پہچانتے ہو اور اس کو بھی جسے تم نہیں پہچانتے۔

۲- جب وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہہ کر جواب دے، پھر چھینکنے والا یهدیکم اللہ و یصلح بالکم کہے۔

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: الحَمْدُ لله، وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ اللهُ، فَإِذَا قَالَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللهُ، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ [البخاري ٦٢٢٤]

جب تم میں سے کوئی چھینکے تو الحمد للہ کہے، تب اس کا بھائی یا ساتھی یرحمک اللہ کہے ،جب وہ یرحمک اللہ کہے تو پھر چھینکنے والا یهدیکم اللہ و یصلح بالکم کہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب چھینکتے تو ہاتھ یا کپڑا اپنے منہ پر رکھ لیتے، اور آواز کو پست کرتے۔[ابو داود ۵۰۲۹]۔

۳- جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے، اس کی شفایابی کے لئے دعا کرے۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

حَقُّ المُسْلِمِ عَلَى المُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلاَمِ، وَعِيَادَةُ المَرِيضِ، وَاتِّبَاعُ الجَنَائِزِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيتُ العَاطِسِ [البخاري ١٢٤٠ مسلم ٢١٦٢]

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا، چھینکنے والے کا جواب دینا۔

۴- جب مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جانا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ [البخاري ١٢٤٠ مسلم ٢١٦٢]

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا، چھینکنے والے کا جواب دینا۔

۵- اگر وہ کسی معاملہ میں قسم کھائے تو اس کو قسم توڑنے سے بچانے کے لئے وہ کام کر دے جس پر اس نے قسم کھائی ہے، براء بن عازب > کی حدیث میں ہے کہ:

أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ [البخاري ٥٦٣٥]

آنحضرت ﷺ نے ہمیں بیمار کی عیادت کرنے، جنازے کے پیچھے چلنے، چھینکنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنے، دعوت قبول کرنے، سلام پھیلانے، مظلوم کی مدد کرنے اور قسم کھانے والے کو قسم توڑنے سے بچانے میں مدد کرنے کا حکم فرمایا۔

۶- کسی چیز میں وہ نصیحت طلب کرے تو اسے نصیحت کرے، یا مشورہ اور رائے طلب کرے تو جو خیر و صواب وہ جانتا ہے اس کی وضاحت کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا اسْتَنْصَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَلْيَنْصَحْ لَهُ [البخاري]

جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے نصیحت طلب کرے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کو نصیحت کرے۔

۷- خود اپنے لئے جو پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے۔

لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ [البخاري ۱۳ مسلم ٤٥]

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا [البخاري ٢٤٤٦ مسلم ٢٥٨٥]

ایک مومن دوسرے مومن کے لئے اس عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہو۔

۸- جس جگہ کسی مسلمان کو دوسرے مسلمان کے مدد وتائید کی ضرورت ہو وہاں اس کی مدد کرنا اور اسے بے یارو مدد گار، ذلیل ورسوا ہوتا ہوا نہ چھوڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا** [البخاري ٢٤٤٣]

اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔

پوچھا گیا کہ اگر وہ ظالم ہو تو کیسے اس کی مدد کی جائے؟ تب آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا ہاتھ پکڑ لے، یا اس کو ظلم کرنے سے روکے، وہ جو ظلم کا کام کرنے لگا ہے اس کے اور اس ظلم کے کام کے درمیان میں آڑے آکر اس کو ظلم کرنے سے روکنے میں مدد کرے۔

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [الترمذي ١٩٣١]

جس شخص نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالی قیامت کے دن اس کے چہرے سے جہنم کی آگ ہٹادے گا۔

۹- اپنے مسلم بھائی کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے کسی طرح کی ناپسندیدہ حرکت اس کے ساتھ نہ کرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُه [مسلم ٢٥٦٤]

ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت (پر حملہ کرنا) حرام ہے۔

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے: **لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا** [أبوداود ٥٠٠٤]

کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو خوف زدہ کرے۔

الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ [البخاري ١٠ مسلم ٤١]

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

۱۰- متواضع بن کر رہے اس پر تکبر و گھمنڈ نہ کرے، اسے اس کی جائز جگہ سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے۔

﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾ [لقمان:١٨]

لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا اور زمین پر اترا کر نہ چل، کسی تکبر کرنے والے

شیخی خورے کو اللہ تعالی پسند نہیں فرماتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **مَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لله إِلَّا رَفَعَهُ** [سنن الكبرى للبيهقي ٧٨١٧]

جو کوئی اللہ کی خاطر تواضع اختیار کرے اللہ تعالی اسے رفعت وبلندی عطا کرتا ہے۔

اور ہمارے پیارے رسول ﷺ کے بارے میں یہ بات معروف و مشہور ہے کہ آپ ہر ایک کے ساتھ تواضع اختیار کرتے، کسی بیوہ، مسکین کے ساتھ چل کر اس کی کوئی حاجت پوری کرنے میں تکبر و غرور نہیں کرتے۔

اپنے بھائی کو کسی جائز جگہ سے اٹھاکر خود بیٹھنے سے منع کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعَدِهِ، ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ وَلَكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا

کوئی آدمی دوسرے آدمی کو اس کی جگہ سے اٹھاکر خود نہ بیٹھے، لیکن (آنے والے کے لئے) جگہ دے دو اور فراخی کر دیا کرو۔[مسلم ٢١٧٧ البخاري ٦٢٧٠]

۱۱- اس کے ساتھ تین دن سے زیادہ تعلقات توڑے نہ رکھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاَ يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ: فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلاَمِ [البخاري ٦٠٧٧ مسلم ٢٥٦٠]

کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ کے لئے بات چیت بند رکھے، اس طرح کہ جب دونوں کا سامنا ہو جائے تو یہ بھی منہ پھیر لے اور

وہ بھی منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔
نیز آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے:

وَلاَ تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا [البخاري ٦٠٦٥ مسلم ٢٥٥٨]

ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔

۱۲- اس کی غیبت نہ کرے، اس کو حقیر نہ جانے، اس کی عیب جوئی نہ کرے، اس کا مذاق نہ اڑائے، برے القاب سے نہ پکارے، اور فساد کرانے کے لئے چغل خوری نہ کرے۔ اللہ عز وجل کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آَمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ﴾

اے ایمان والو! بہت بد گمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بد گمانیاں گناہ ہیں، اور بھید نہ ٹٹولا کرو، اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی۔ [الحجرات: ١٢]

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آَمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَومٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الفُسُوقُ بَعْدَ الإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴾

اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہو اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں اور آپس

میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو برے لقب دو، ایمان کے بعد فسق برا نام ہے، اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں۔[الحجرات:۱۱]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ؟**» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «**ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ**» قِيلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «**إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ، فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ** [مسلم ۲۵۸۹]

کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو زیادہ علم ہے تو آپ نے فرمایا: تیرا اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جسے وہ پسند نہیں کرتا، ایک سائل نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ اگر اس میں وہ بات ہو جو میں کہتا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اس میں وہ بات ہے جو تو کہتا ہے تو یہی غیبت ہے اور اگر اس میں وہ بات نہیں جو تو کہتا ہے تو تو نے اس پر بہتان باندھا ہے۔

حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ نے ﷺ یہ بھی فرمایا:

فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ [مسلم ۱۶۷۹]

بے شک تمہارا خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ قَتَّاتٌ [البخاري ٦٠٥٦] چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

۱۳- کسی مسلمان کو گالی نہ دے چاہے وہ زندہ ہو یا مردہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ [البخاري ٤٨ مسلم ٦٤]

مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔

نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لاَ تَسُبُّوا الأَمْوَاتَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا [البخاري ١٣٩٣]

مرے ہوئے لوگوں کو گالی نہ دو، کیونکہ وہ اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال کو پہنچ چکے ہیں۔

۱۴- کسی مسلمان پر حسد نہ کرے، اس کے بارے میں برا گمان نہ کرے، اس سے نفرت نہ رکھے، اس کی جاسوسی نہ کرے۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ﴾

اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں، اور بھید نہ ٹٹولا کرو، اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی۔[الحجرات: ١٢]

۱۵- کسی مسلمان کو دھوکہ نہ دے، اس کے ساتھ خیانت نہ کرے، جھوٹا معاملہ نہ کرے۔

﴿ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ﴾

اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ان کے جرم کئے بغیر ایذا دیتے ہیں، وہ جھوٹ اور صریح گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔[الأحزاب:٥٨]

نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ [البخاري ٣٤]

چار عادتیں جس کسی میں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو گویا اس میں نفاق کا ایک حصہ ہے جب تک اسے نہ چھوڑ دے؛ جب اسے امین بنایا جائے تو وہ خیانت کرے، اور بات کرتے وقت جھوٹ بولے اور جب کسی سے عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب کسی سے لڑے تو گالیوں پر اتر آئے۔

۱۶- اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے، اس کے حق میں مفید چیزیں مہیا کرے، ایذا رسانی سے رُک جائے، ہنس مُکھ چہرے، ہشاش بشاش ملے، اس کے احسان کو قبول کرے، اس کی کوتاہی معاف کرے، اس کی طاقت سے بڑھ کر اس کو تکلیف نہ دے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اتَّقِ اللهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ

تو جہاں بھی رہ اللہ سے ڈر، برائی ہو جائے تو نیکی کر، نیکی برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ برتاؤ کر۔[الترمذي ۱۹۸۷]

۱۷- اگر وہ بڑا ہے تو اس کی عزت و احترام کرے، چھوٹا ہے تو رحمت و شفقت کرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا [الترمذي ۱۹۱۹ أبوداود ۴۹۴۳]

وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کرتا اور بڑے کی عزت نہیں کرتا۔

کافروں کے حقوق

ایک مسلمان اس بات کا عقیدہ رکھے کہ سوائے اسلام کے سارے ادیان و مذاہب باطل ہیں، اور ان کے ماننے والے کفار ہیں، صرف اسلام ہی سچا دین ہے اور اس کے ماننے والے مسلمان و مومن ہیں۔ اللہ کے اس فرمان کی بنیاد پر:

﴿ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللهِ الإِسْلَامُ ﴾ [آل عمران:۱۹]

بے شک اللہ کے نزدیک اسلام ہی سچا دین ہے۔

نیز اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الخَاسِرِينَ ﴾

اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرتا ہے، وہ اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان والوں میں سے ہو گا۔ [آل عمران:۸۵]

انہیں دلائل کی بنیاد پر مسلمان اس بات کو مانتا ہے کہ جو کوئی بھی اللہ کے سچے دین اسلام کو اپنا دین مان کر نہ چلے وہ کافر ہے، اور اس کے بارے میں درج ذیل چیزوں کا خیال رکھتا ہے۔

۱- اس کے کفر پر رہنے کو پسند نہ کرے، اسی حالت پر رہنے سے راضی نہ ہو اس لئے کہ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے۔

۲- چونکہ وہ اللہ کے نزدیک مبغوض ہے اس لئے اس سے بغض رکھے، کیونکہ کسی سے محبت ہو تو اللہ کی خاطر، کسی سے بغض بھی ہو تو اللہ ہی کی خاطر۔ اس کے کفر پر

رہنے کی وجہ اللہ نے اس کو مبغوض رکھا ہے لہذا ایک مسلمان بھی اسے مبغوض سمجھے۔

۳- کافر سے دوستی و محبت نہ رکھے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ﴾ [آل عمران:۲۸]

مومن اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں۔

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآَخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ﴾ [المجادلة:۲۲]

اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والے لوگوں کو تو نہیں پائے گا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں کے ساتھ محبت کرتے ہوں، چاہے وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی یا کنبہ کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔

۴- اگر وہ کافر مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں نہ ہو تو اس کے ساتھ انصاف و عدل اور حسن سلوک کا رویہ رکھنا چاہیئے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ لَا يَنْهَاكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴾ [الممتحنة:۸]

جنہوں نے تمہارے ساتھ لڑائی نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے اللہ تمہیں نہیں روکتا، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

۵- عمومی رحمت و شفقت کا برتاؤ اس کے ساتھ ہونا چاہئے جیسے بھوک میں کھانا کھلانا، پیاس ہو تو پانی پلانا، بیمار ہو تو علاج کروانا، ہلاکت میں ہو تو بچانا، کسی بھی طرح کی اذیت پہنچانے سے باز رہنا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ارْحَمْ مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكَ مَنْ فِي السَّمَاءِ [مسند الطیالسی ۳۳۳ صحیح الجامع ۸۹۶]

تو زمین والوں پر رحم کر، آسمان والا تجھ پر رحم کرے گا۔

۶- اگر وہ حالت جنگ میں نہ ہو تو اس کے مال یا خون یا عزت میں اسے کوئی تکلیف نہ پہنچائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا

اے میرے بندو! میں نے ظلم کرنا اپنے نفس پر حرام کرلیا ہے اور تمہارے لئے بھی اسے حرام قرار دیا ہے، پس ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی نہ کرو۔ [مسلم ۲۵۷۷]

۷- اس کو ہدیہ دینا، اس کا ہدیہ قبول کرنا سبھی جائز ہے۔ اگر وہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاری میں سے ہے تو اس کا ذبح کیا ہوا کھانا بھی جائز ہے (بشرطیکہ وہ کوئی حرام جانور ذبح کرکے نہ کھلاتے ہوں)۔ اللہ تعالی کے اس فرمان کی روشنی میں:

﴿ **وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ** ﴾ [المائدة:۵]

اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے۔

نیز اس لئے بھی کہ نبی کریم ﷺ کو مدینہ میں یہود کی طرف سے کھانے کی دعوت دی جاتی تو آپ قبول فرماتے اور جو کھانا سامنے رکھا گیا آپ اس میں سے تناول فرماتے۔

(اگر کوئی غیر مسلم ان کے عید، تہوار کے موقعہ پر کوئی ہدیہ، تحفہ دیں تو قبول نہیں کرنا چاہئے، نہیں ان کو کوئی ہدیہ بھیجنا چاہئے، کیوں کہ یہ ان کے باطل دین کی تائید کے مترادف ہو گا)۔

۸- کسی کافر سے مومن عورت کا نکاح نہیں ہو گا، اسی طرح مومن مرد کا نکاح کسی کافر عورت سے نہیں ہو گا، البتہ مومن مرد کا نکاح اہل کتاب کی عورت سے ہو سکتا ہے لیکن مومن عورت کا نکاح اہل کتاب کے مرد سے نہیں ہو سکتا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُولَئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾ [البقرة:۲۲۱]

اور شرک کرنے والی عورتوں سے تم نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں، ایمان والی لونڈی شرک کرنے والی آزاد عورت سے بہت بہتر ہے، گو تمہیں مشرکہ ہی اچھی لگتی ہو۔ اور نہ شرک کرنے والے مردوں کے نکاح میں اپنی عورتوں کو دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں، ایمان والا غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے گو مشرک تمہیں اچھا لگے۔

نیز ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ

مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الخَاسِرِينَ﴾ [المائدة:٥]

اور جو لوگ تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں ان کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں جب کہ تم ان کے مہر ادا کرو، اس طرح کہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کرو یہ نہیں کہ علانیہ زنا کرو یا پوشیدہ بدکاری کرو۔ اور جو ایمان کا منکر ہو اس کے سارے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت میں وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہے۔

۹- انہیں سلام کرنے میں پہل نہ کریں، اگر وہ سلام کرے تو وعلیکم کہہ کر جواب دیں۔ آپ ﷺ کے اس فرمان کی بنیاد پر:

إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الكِتَابِ فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ [البخاري ٦٢٥٨ مسلم ٢١٦٣]

اہل کتاب اگر تمہیں سلام کہیں تو جواب میں "وعلیکم" کہو۔

۱۰- ان کی مخالفت کریں، ان کی مشابہت نہ کریں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ [أبو داود ٤٠٣١]

جو بھی کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے گا وہ انہیں میں سے ہو گا۔

جانوروں کے حقوق

مسلمان جانوروں کا خیال رکھتا اور ان کے ساتھ بھی رحم کا جذبہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ چنانچہ وہ ان کے بارے میں درج ذیل چیزوں کا خیال رکھتا ہے:

۱- انہیں بھوکا، پیاسا رہنے نہیں دیتا بلکہ ان کو کھانا پانی دیتا رہتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: **فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ**

ہر زندہ جگر والی چیز (سے اچھا سلوک کرنے) میں اجر ہے۔ [بخاری ۲۴۶۶ مسلم ۲۲۴۴]

۲-ان کے ساتھ بھی رحمت وشفقت کا معاملہ رکھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ ایک سرخ چڑیا کو دیکھا کہ وہ اپنے بچوں کی تلاش میں سرگرداں ہے، جنہیں ایک صحابی نے گھونسلے سے اٹھالیا تھا تو فرمایا:

مَنْ فَجَعَ هَذِهِ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا [أبو داود ۲٦۷٥]

کس نے اس کو اس کے بچوں سے پریشان کیا ہے؟ اس کے بچوں کو چھوڑ دو۔

۳-ان کو ذبح کرنے یا قتل کرنے کے وقت آرام وراحت پہنچاتا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد عالی ہے:

إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ [مسلم ۱۹٥٥]

بے شک اللہ تعالی نے ہر چیز کے ساتھ احسان کو واجب کیا ہے، سو جب تم قتل کرو تو اس میں بھی احسان کرو اور جب ذبح کرو تو بھی بہت اچھے طریقے سے ذبح کرو، چاہئے کہ ذبح کرنے والا اپنی چھری کو تیز کرلے اور اپنے جانور کو راحت پہنچائے۔

۴-انہیں کسی بھی طرح کی اذیت پہنچانے سے باز رہتا ہے، جیسے بھوکے مارنا، پٹائی کرنا، ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ان پر ڈالنا، یا ان کا مثلہ کرنا (اعضائے بدن کاٹ

کاٹ کے تکلیف پہنچانا) یا آگ سے جلانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، لاَ هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلاَ سَقَتْهَا، إِذْ حَبَسَتْهَا، وَلاَ هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الأَرْضِ

ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئی، اس نے بلی کو قید میں رکھا یہاں تک کہ وہ مر گئی، چنانچہ وہ جہنم میں داخل ہوئی، اس عورت نے نہ اس کو کھلایا نہ اس کو پلایا جبکہ اس کو باندھ کر رکھا ہوا تھا، نہ ہی اس نے اسے چھوڑ رکھا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھالیتی۔[البخاري ٣٤٨٢ مسلم ٢٢٤٢]

٥- ان میں جو موذی جانور ہیں ان کو قتل کرنے کی اجازت ہے، جیسے: بھیڑیا، کاٹنے والا کتا، سانپ، بچھو اور چوہا وغیرہ۔ فرمان رسول ﷺ ہے:

خَمْسٌ فَوَاسِقُ، يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: الْحَيَّةُ، وَالْغُرَابُ الأَبْقَعُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْحُدَيَّا [مسلم ١١٩٨ البخاري ٣٣١٤]

پانچ موذی جانور ہیں جنہیں حرم میں اور حرم سے باہر مارا جا سکتا ہے، سانپ، چتکبرا کوا، چوہا، کاٹنے والا کتا اور چیل۔

اسی طرح آپ ﷺ سے بچھو کو مارنا ثابت ہے اور اس پر آپ نے لعنت بھی کی ہے۔

٦- کسی مصلحت کے تحت جانوروں کے کانوں پر آگ کے ساتھ نشان لگانا جائز ہے۔

اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مبارک ہاتھوں سے صدقہ کے اونٹوں کو داغ لگائے تھے۔

اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری کے علاوہ کسی اور جانور کو آگ سے داغ لگانا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک گدھے کو دیکھا جس کے منہ پر داغا گیا تھا تو آپ نے فرمایا:

لَعَنَ اللهُ الَّذِي وَسَمَهُ [مسلم ۲۱۱۷] اللہ اس پر لعنت کرے جس نے اسے داغ لگایا۔

۷- کسی کے پاس ایسے جانور ہوں جن کی زکاۃ نکالی جاتی ہے تو ان میں سے زکاۃ نکالنا۔

۸- جانوروں کے معاملے میں اس قدر مشغول نہیں ہو جانا کہ اللہ کی اطاعت سے دور ہو جائے۔ اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾ [المنافقون:۹]

اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اور جو ایسا کریں وہ بڑے ہی نقصان اٹھانے والے لوگ ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ: لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ، فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ: فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذَلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ، كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ، كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ، فَهِيَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا، وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا،

فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِئَاءً وَنِوَاءً، فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وِزْرٌ [البخاري ٤٩٦٢]

گھوڑا پالنے میں تین طرح کے لوگ ہیں: ایک شخص کے لئے وہ اجر ہوتا ہے، دوسرے لئے کہ وہ معافی (جہنم سے آڑ) ہوتا ہے، اور تیسرے کے لئے باعث عذاب ہوتا ہے؛ جس کے لئے وہ باعث اجر ہوتا ہے وہ شخص ہے جو اسے اللہ کے راستے میں جہاد کی نیت سے پالتا ہے، پھر جہاں خوب چراگاہ ہوتی ہے یا شاداب جگہ اس کی رسی کو خوب لمبی کر کے باندھتا ہے (تاکہ چاروں طرف سے چر سکے) تو گھوڑا لمبی رسی میں بندھے ہونے کی وجہ سے اس چراگاہ یا اس شاداب جگہ سے جو کچھ بھی کھاتا پیتا ہے اس کی وجہ سے پالنے والے کو نیکیاں ملتی ہیں، اور اگر وہ گھوڑا اپنی رسی توڑ کر ایک یا دو کوڑے پھینکنے کی دوری میں چھلانگ لگا کر چلا گیا تو اس کے نشانات قدم اور اس کی لید بھی پالنے والے کے لئے نیکیاں ہونگی، اور مالک کے ارادہ کے بغیر ہی وہ خود ہی سے کسی نہر سے گزرتے ہوئے اس سے پانی پی لیا تو یہ بھی مالک کے لئے باعث ثواب ہے، اس طرح یہ آدمی کے لئے وہ باعث اجر و ثواب ہے۔ دوسرا آدمی وہ جس نے لوگوں سے بے نیاز ہونے کے لئے یا لوگوں سے سوال کرنے سے بچنے کے لئے اسے پالا، اور اس گھوڑے کی گردن پر اور اس کی پیٹھ پر اللہ کا جو حق ہے اسے بھی نہ بھولا تو وہ اس کے لئے معافی (جہنم سے رکاوٹ) کا سبب ہے۔ تیسرا آدمی جس نے گھوڑے کو بطور فخر اور دکھاوے اور اسلام دشمنی کی غرض سے باندھا ہے وہ اس کے لئے بوجھ ہے یعنی وبال ہے۔

یہ چند آداب و حقوق ہیں جانوروں کے بارے میں، ایک مسلمان کو چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے جذبے کے ساتھ اور شریعت کے احکام کو عملی جامہ پہنانے کی نیک نیتی کے ساتھ ان کا التزام کرے، شریعت سراسر رحمت اور باعث خیر وبرکت ہے ہر مخلوق کے لئے چاہے وہ انسان ہوں یا حیوان۔

مجلس اور اس میں بیٹھنے کے آداب

ایک مسلمان کی پوری زندگی اسلامی منہج کے تابع ہوتی ہے، وہ اسلامی منہج جو زندگی کے تمام پہلوؤں کو شامل ہے، یہاں تک کہ ایک مسلمان کا بیٹھنا، اپنے بھائیوں کے ساتھ بیٹھنے کا طریقہ تک کی وہ رہنمائی کرتا ہے۔ اس لئے مسلمان مجلس اور اس میں بیٹھنے کے بارے میں درج ذیل آداب کا لحاظ کرتا ہے:

۱-جب کسی مجلس میں بیٹھے تو پہلے اہل مجلس کو سلام کرے، پھر بیٹھے، کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھ جائے، نہ دو آدمیوں کے بیچ ان کی اجازت کے بغیر بیٹھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعَدِهِ، ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ وَلَكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا

کوئی آدمی دوسرے آدمی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھے، لیکن (آنے والے کے لئے) جگہ دے دو اور فراخی کر دیا کرو۔[مسلم ٢١٧٧ البخاري ٦٢٧٠]

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کوئی آدمی اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھنے کے لئے کہتا تو نہ بیٹھتے۔

نیز نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ:

لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا [أبو داود ٤٨٤٥]

کسی آدمی کے لئے حلال نہیں کہ وہ بلا اجازت دو کے درمیان تفریق کرے۔

۲- اگر ایک آدمی اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا جاتا ہے اور پھر واپس آجاتا ہے تو وہی اس جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ [مسلم ٢١٧٩]

جو اپنی مجلس سے اٹھ کر چلا جائے پھر واپس آجائے تو وہی اس جگہ کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

۳- کسی بھی مجلس میں جب بیٹھا رہے تو اِن آداب کا بھی خیال کرے؛ دانتوں میں خلال نہ کرے، انگلیوں کو ناک میں نہ ڈالے، تھوک بلغم نکالنے سے بچے، سکون و وقار کے ساتھ بیٹھا رہے، بے جا حرکتیں نہ کرے، بات کرے تو درست بات کرے، بات کرے تو خود پسندی، یا اپنے اہل یا اپنے لوگوں کی بڑائی بیان کرنے میں نہ لگ جائے، دوسرا کوئی بات کرے تو غور سے سنے، خاموش رہے اور بات کرنے والے کی بات کو نہ کاٹے۔

جب ایک مسلمان ان آداب کا لحاظ رکھتا ہے تو دو مقصد کے تحت: ایک یہ کہ اپنے اخلاق اور اپنے عمل کے ذریعے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچنے پائے، اس لئے کہ کسی مسلمان کو اذیت پہنچانا حرام ہے۔

الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ [البخاري ١٠ مسلم ٤١]

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

دوسرا: اپنے بھائیوں کی محبت حاصل کرے، اور ان کی تالیف قلبی کرے، کیونکہ آپس میں محبت اور مسلمانوں کے درمیان دلوں کو جوڑنے کا اسلامی شریعت نے حکم دیا ہے۔

کبھی راستوں میں بیٹھنے کی ضرورت پڑ گئی تو اِن آداب کا خیال رکھے:

۱- اپنی نظروں کو نیچی رکھے، عورتوں کی طرف نہ دیکھے، اور کسی پر حسد کرتے ہوئے یا کسی کو کم تر سمجھتے ہوئے نظریں نہ گاڑے۔

۲-راستے میں گزرنے والوں کو کسی بھی طرح کی تکلیف نہ دے، گالی گلوچ، عیب جوئی کرکے زبان سے، مار پیٹ، یا مال چھین کر اپنے ہاتھوں سے تکلیف نہ دے۔ اور راستہ روکو جیسے حرکتوں سے گزر گاہوں کو اذیت نہ پہنچائے۔

۳- گزرنے والے سلام کریں تو جواب دیں، اس لئے کہ سلام کا جواب دینا واجب ہے اللہ کے اس فرمان کی روشنی میں:

﴿ **وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا** ﴾ [النساء:٨٦]

اور جب تمہیں سلام کہا جائے تو اس سے بہتر جواب دو، یا اسی کو لوٹاؤ۔

۴-جب دیکھے کہ اس کے سامنے کوئی نیکی کو چھوڑ رہا ہے، یا اس کو معمولی سمجھ رہا ہے تو اسے نیکی کا حکم دے، اس لئے کہ اس وقت وہ اس نیکی کا حکم دینے کا ذمہ دار

ہے، اورامر بالمعروف مسلمان کا ایک فریضہ ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب اذان ہو جائے اور مجلس والے یا راستے میں رہنے والے نماز کے لئے نہیں جاتے تو انہیں باجماعت نماز کا حکم دینا اس پر واجب ہے۔

۵- اس کے سامنے کسی منکر کا ارتکاب ہو رہا ہو تو اسے روکے، امر بالمعروف کی طرح برائی سے روکنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ رَأَى مِنكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ [مسلم ٤٩]

جو تم میں سے کسی برائی کو دیکھے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے اسے بدل دے۔

مثلا: اس کے سامنے اگر ایک شخص کسی پر ظلم وزیادتی کر رہا ہو، اسے مار رہا ہو یا اس کا مال چھین رہا ہو تو اس وقت مظلوم کی امداد اپنی طاقت کے مطابق کرنا اس پر ضروری ہے۔

٦- راستہ بھٹکا ہوا انسان راہ پوچھے تو اسے راہ بتائے، یہ سب آداب نبی کریم ﷺ کی اس حدیث کی روشنی میں ہے:

إِيَّاكُمْ وَالجُلُوسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ، فَقَالُوا: مَا لَنَا بُدٌّ، إِنَّمَا هِيَ مَجَالِسُنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا، قَالَ: فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا المَجَالِسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهَا، قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ؟ قَالَ: غَضُّ البَصَرِ، وَكَفُّ الأَذَى، وَرَدُّ السَّلاَمِ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ [بخاری ٢٤٦٥، مسلم ٢١٢١، بیہقی ١١٢٩٨]۔

راستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرو، لوگوں نے کہا: ہم ان مجالس میں روزمرہ کی بات چیت کے لئے بیٹھتے ہیں، اس کے بغیر ہمارا کوئی چارہ کار نہیں، تب آپ نے فرمایا: تو

پھر راستے کے حقوق ادا کرو، انہوں نے پوچھا: اس کے کیا حقوق ہیں؟ آپ نے فرمایا: نظر نیچی رکھنا، ایذا نہ پہنچانا، سلام کا جواب دینا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ ایک دوسری روایت میں ہے: راہ بھٹکے کو راہ دکھانا۔

مجلس کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب مجلس سے جائے تو کفارہ مجلس کی دعا پڑھ کر استغفار کرتے ہوئے اٹھے، اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ اس مجلس میں کوئی نازیبا بات ہوئی ہے تو اللہ معاف فرمائے گا۔ وہ دعا یہ ہے:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

اے اللہ تو پاک ہے اور تیری تعریف ہے، گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے، تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں

پوچھا گیا کہ یہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: **كَفَّارَةٌ لِمَا يَكُونُ فِي الْمَجْلِسِ**

یہ مجلس میں ہوئی کوتاہیوں کا کفارہ ہے۔[أبو داود ٤٨٥٩]

کھانے پینے کے آداب

مسلمان کھانے پینے کو ہی اصل مقصود و غایت نہیں سمجھتا بلکہ وہ دونوں کسی دوسرے مقصد کے لئے ایک وسیلہ ہیں، چنانچہ وہ کھاتا پیتا ہے اس غرض سے کہ بدن سلامت رہے، جس سے اللہ کی عبادت میں تقویت ملے، وہ عبادت جو اسے دار آخرت کی عزت و سعادت کا اہل بنائے گی۔ اس کا کھانا

پینا صرف دنیوی غرض یا لذت و شوق کے لئے نہیں ہوتا، اس لئے مسلمان اپنے کھانے پینے میں شرعی آداب کا پورا پورا لحاظ رکھتا ہے:

الف) کھانے سے پہلے کے آداب

ا- اچھے اور عمدہ کھانے پینے کا انتظام کرے یعنی صرف حلال کمائی اختیار کرے، حرام کے شبہ سے بھی بچتا رہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ [البقرة: ١٧٢]

اے ایمان والو! ہم نے جو پاک اور عمدہ روزی تمہیں دی ہے، اس سے کھاؤ۔

پاک اور عمدہ روزی کا مطلب وہ جو گندہ اور ناپاک و حرام کے زمرے میں نہ آتا ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ جَسَدٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ أَوْلَى بِه [صحيح الجامع ٤٥١٩]

ہر وہ جسم جو حرام سے پلا ہے آگ میں جانے کے قابل ہے۔

۲- کھانے پینے کے ذریعے اللہ کی عبادت و بندگی میں قوت حاصل کرنے کی نیت رکھے، تاکہ اس کے کھاتے پیتے ہوئے اس کو ثواب ملے، مباح چیزیں حسن نیت سے استعمال کریں گے تو اس پر مسلمان کو اجر و ثواب ملتا ہے۔

۳- ہاتھوں میں کوئی گندگی ہو یا دھوئے ہوئے نہ ہوں تو کھانے سے پہلے اپنے

دونوں ہاتھ دھولے۔

۴- سادہ انداز میں متواضع ہو کر کھانا کھائے، جیسے رسول اللہ ﷺ تواضع کے ساتھ کھایا کرتے تھے۔

لاَ آكُلُ مُتَّكِئًا ، آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ

میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا، بندوں کی طرح کھاتا ہوں اور بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں کیونکہ میں بندہ ہوں۔[البخاري ٥٣٩٨، صحيح الجامع ٨]

۵- جو کھانا موجود ہے، اس پر راضی ہو جائے، کھانے کو کوئی عیب نہ لگائے، اگر پسند آئے تو کھالے، نہ پسند آیا تو چھوڑدے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ، إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِلَّا تَرَكَهُ

رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی کھانے میں عیب جوئی نہیں کی، چاہتے تو کھالیتے اور نہ چاہتے تو چھوڑ دیتے۔[البخاري ٣٥٦٣ مسلم ٢٠٦٤]

٦- کوشش کرے کہ کھانا مہمان، گھر کے افراد یا خادم کے ساتھ کھائے۔ آپ ﷺ کے اس فرمان کی روشنی میں:

فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهَّ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ

تم سب مل کر اکٹھے کھایا کرو، اللہ کا نام لیا کرو، اس میں تمہارے لئے برکت ہو گی۔[أبو داود ٣٧٦٤ ابن ماجة ٣٢٨٦]

ب) دوران کھانا کے آداب

۱- اللہ کا نام لے کر کھانے کا آغاز کرے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللهِ تَعَالَى، فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللهِ تَعَالَى فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ [أبو داود ٣٧٦٧]

جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اللہ عزوجل کا نام لے (یعنی بسم اللہ کہے) اور اگر شروع میں اللہ کا نام لینا بھول جائے تو بِسْمِ اللهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ (آغاز و اختتام اللہ ہی کے نام سے) کہے۔

۲- کھانا دائیں ہاتھ کی تین انگلیوں سے کھائے، چھوٹے چھوٹے لقمے رکھے، اچھی طرح چبائے، برتن میں اپنے آگے سے کھائے درمیان میں سے نہیں۔ آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے:

يَا غُلَامُ، سَمِّ اللهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ [البخاري ٥٣٧٦ مسلم ٢٠٢٢]

اے بچے! اللہ کا نام لے کر اور دائیں ہاتھ سے اور اپنے آگے سے کھا۔

۳- کوئی کھانے کی چیز نیچے گر جائے تو اسے صاف کرکے کھالے۔ فرمان رسول ہے:

إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ (فَلْيَأْخُذْهَا) فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ [مسلم ٢٠٣٣، ٢٠٣٤]

جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے اٹھالے اور صاف کرکے اسے

کھالے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔

۴- گرم کھانے میں نہ پھونکے اور ٹھنڈا ہونے تک نہ کھائے، برتن میں سانس نہ لے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ، أَوْ يُنْفَخَ فِيهِ [أبو داود ٣٧٢٨]

رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے یا پھونکنے سے منع فرمایا۔

۵- بہت زیادہ پیٹ بھر کر کھانے سے اجتناب کرے۔ اس حدیث کی بنیاد پر:

مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ. بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ [الترمذي ٢٣٨٠]

انسان اپنے پیٹ سے بدتر کوئی برتن نہیں بھرتا، ابن آدم کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اسے (اللہ کی عبادت کے لئے) کھڑا رکھ سکیں، اگر زیادہ ہی کھانا مقصود ہو تو تہائی کھانے کے لئے، تہائی پینے کے لئے اور تہائی سانس کے لئے۔

۶- مجلس میں جب کھانے پینے کی چیزیں رکھی ہوں تو انہیں تناول فرمانے میں سبقت نہ کرے، بلکہ اگر عمر دراز اور اصحاب فضل ہوں تو ان کو مقدم رکھیں، ورنہ خلاف آداب سمجھا جائے گا۔

۷- جب ساتھی کھارہے ہوں تو ان کی طرف نہ دیکھے، ان پر نظریں جمائے نہ رہے وہ اس سے شرم محسوس کرینگے۔

۸- ایسے کام نہ کریں جس سے لوگ گھن کھائیں؛ مثلا: پیالے میں ہاتھ نہ ڈالے، سر کو برتن کے زیادہ قریب نہ کرے کہ منہ میں سے کچھ اس میں گر جائے، دانتوں سے توڑے ہوئے روٹی کے ٹکڑے کو دوبارہ سالن کے برتن میں نہ ڈبوئے، اسی طرح بے ہودہ، گھٹیا قسم کے الفاظ استعمال نہ کرے جس سے ساتھیوں کو اذیت پہنچے۔

ج) کھانے کے بعد کے آداب

۱- خوب پیٹ بھرنے سے پہلے ہی کھانے سے ہاتھ اٹھالے، اس میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی اقتداء ہے۔

۲- ہاتھ کی انگلیوں کو چاٹ لے، یا مندیل، کپڑے سے پونچھ لے، پھر اچھی طرح دھو کر صاف کر لے۔

۳- کھانے کے دوران گرے ہوئے دانے، ٹکڑے چُن لے، یہ نعمت کی صحیح قدر ہو گی اور شکر کا صحیح حق ہو گا۔

۴- دانتوں کے درمیان خلال کرے، اور کلی کر لے، اس سے منہ کی اچھی صفائی ہو گی۔

۵- کھانے پینے کے بعد اللہ کا شکر کرے، یہ دعا پڑھے۔ **الْحَمْدُ لله الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ** تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میرے تصرف و قوت کے بغیر مجھے یہ عطا کیا

آپ ﷺ نے فرمایا: جو کھا کر کہے: الْحَمْدُ لله الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ تو اس کے پہلے والے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ [أبو داود ٤٠٢٣]

* کسی کے ہاں کھانا تناول فرمائیں تو میزبان کو ان الفاظ میں دعا دیں:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ، وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ [أبو داود ٣٧٢٩]

اے اللہ جس روزی سے تو نے انہیں نوازا ہے اس میں انہیں برکت عطا فرما، اور انہیں بخش دے اور ان پر رحم فرما۔

سفر کے آداب

سفر انسانی زندگی کے لوازمات اور ضروریات میں سے ہے، حج و عمرہ، جہاد، طلب علم اور رشتوں ناطوں اور دوستوں سے ملاقات کے لئے سفر کرنا لازمی ہوتا ہے، اسی لئے شریعت مطہرہ نے سفر اور اس کے احکام و آداب کا بڑا اہتمام کیا ہے، ہر نیکوکار مسلمان پر ضروری ہے کہ سفر سے متعلق احکام و مسائل کی جانکاری حاصل کرے اور ان کو عملی جامہ پہنائے۔

سفر کے احکام

۱- چار رکعات والی نماز قصر کر کے دو رکعت پڑھے، لیکن مغرب کی نماز تین ہی رکعات پڑھے۔ جس شہر میں رہتا ہے اس کو چھوڑنے کے بعد سے قصر

شروع کرے، واپس آنے تک قصر کرتا رہے، البتہ سفر کرکے جس شہر میں پہنچا وہاں چار دن سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ کرلے تو پھر وہ پوری نماز پڑھتا رہے، قصر نہ کرے، لیکن جب وہاں سے نکلے تو قصر شروع کرے یہاں تک کہ اپنے شہر پہنچ جائے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ ﴾ [النساء:١٠١]

جب تم زمین میں سفر کرو تو نماز قصر کرنے میں تم پر کوئی حرج نہیں ہے۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ [البخاري ١٠٨١]

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی جانب روانہ ہوئے، تو آپ ﷺ مدینہ واپس ہونے تک چار رکعات والی نمازیں دو دو کرکے پڑھاتے رہے۔

۲- تین دن تین راتیں موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ

رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کے لئے مقرر کیں۔ [مسلم ٢٧٦]

۳- پانی نہ ملنے کی صورت میں، یا اس کا حاصل کرنا مشکل ترین ہو یا اس کی قیمت بہت زیادہ ہو تو تیمم کی اجازت ہے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ﴾

اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اپنے منہ اور اپنے ہاتھ مل لو۔ [النساء:٤٣]

۴- سفر میں روزہ چھوڑنے کی بھی اجازت ہے۔ فرمان باری تعالی ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ [البقرة:١٨٤]

پس تم میں سے جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کرے۔

۵- نفل نماز سواری پر پڑھنا جائز ہے، اس کا رُخ چاہے جدھر بھی ہو۔

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي سُبْحَتَهُ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ نَاقَتُهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر نفل نماز پڑھا کرتے تھے خواہ اس کا منہ جدھر بھی ہوتا۔ [مسلم ٧٠٠ البخاري ١٠٠٠]

٦- ظہر نماز کے وقت ظہر اور عصر اور مغرب نماز کے وقت مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھنا جائز ہے اسی کو جمع تقدیم کہتے ہیں۔ اور عصر کے وقت ظہر اور عصر اور عشاء کے وقت مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھنا بھی جائز ہے

اسی کو جمع تاخیر کہتے ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا [مسلم ٧٠٦]

غزوۂ تبوک میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ ظہر اور عصر اکٹھی پڑھتے اور مغرب اور عشاء بھی اکٹھی پڑھتے تھے۔

سفر کے آداب

۱- سفر پر نکلنے سے پہلے کسی کا کوئی حق یا امانت ہو تو واپس کر دے، اس لئے کہ سفر میں ہلاکت کے امکانات ہوتے ہیں۔

۲- سفر کا خرچ حلال ذرائع سے حاصل کرے، اور بیوی بچوں کا خرچ چھوڑ کر جائے۔

۳- اپنے اہل وعیال، بھائیوں اور ساتھیوں کو الوداع کہتے ہوئے یہ دعا کہے:

أَسْتَوْدِعُكُمُ اللهَ الَّذِي لَا يُضِيعُ وَدَائِعَهُ [الدعاء للطبراني ٨٢٣، تخريج الكلم الطيب ١٦٨]

میں تمہیں اس اللہ کے سپرد کرتا ہوں، جو سپرد کی گئی چیز کو ضائع ہونے نہیں دیتا۔

اس کے اقارب اس کو یوں دعا دیں:

زَوَّدَكَ اللهُ التَّقْوَى وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ

اللہ تجھے تقوی کا توشہ عطا کرے، تیرے گناہ معاف کرے اور جہاں بھی تو رہے تیرے لئے خیر وبھلائی آسان کر دے۔[الترمذي ٣٤٤ صحيح الجامع ٣٥٧٩]

یہ دعا دینا بھی اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت ہے:

أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ [أبو داود ٢٦٠٠]

میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے عمل کے اختتام کو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لقمان (حکیم) کہا کرتے تھے کہ

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا اسْتُودِعَ شَيْئًا حَفِظَهُ [مسند أحمد ٥٦٠٦، ٩/ ٤٣١]

بے شک جب کوئی چیز اللہ عز وجل کے حوالے کی جاتی ہے تو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔

۴- تین یا چار یا ان سے زیادہ ایسے ساتھیوں کا انتخاب کرے جو سفر کے لئے مناسب ہوں، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ، وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ، وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ [أبو داود ٢٦٠٧]

اکیلا سوار شیطان ہے، دو بھی شیطان ہیں اور تین قافلہ ہے۔

نیز آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے:

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مِنَ الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ وَحْدَهُ بِلَيْلٍ

اگر لوگوں کو اکیلے سفر کرنے کی پریشانیاں معلوم ہوتیں جو مجھے معلوم ہیں تو کوئی بھی رات کو اکیلا سفر نہ کرتا۔[النسائي الكبرى ٨٨٠٠]

۵- مسلمان مسافروں کا قافلہ اپنے میں سے ایک کو امیر متعین کرلے، وہ ان

کے رائے مشورے سے ان کی قیادت کے فرائض سر انجام دے گا۔

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ [أبو داود ٢٦٠٨]

جب تین آدمی سفر کے لئے نکلیں تو اپنے میں سے ایک کو اپنا امیر بنالیں۔

٦- سفر سے پہلے استخارہ کی نماز پڑھ لے اور استخارہ کی دعا کرلے، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے زندگی کے جملہ معاملات میں اس استخارہ کرنے کی اس قدر ترغیب دی ہے کہ آپ نے قرآنی سورتوں کی طرح استخارہ کی دعا سکھائی۔

[استخارہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ انسان فرض کے علاوہ دو رکعت نماز ادا کرے اور یہ دعا پڑھ لے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلاَ أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلاَ أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي - أَوْ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ - فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي - أَوْ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ - فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ [بخاری ٦٣٨٢]۔

هَذَا الأَمْرَ کی جگہ جس کام کے لئے استخارہ کر رہا ہے وہ لفظ کہے یا سوچ لے

ترجمہ: اے اللہ میں بے شک بھلائی طلب کرتا ہوں تجھ سے تیرے علم کا واسطہ دے کر، اور طاقت طلب کرتا ہوں تجھ سے تیرے قدرت کے واسطے سے، اور

میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے فضل عظیم کا، کیونکہ تو قدرت رکھتا اور میں قدرت نہیں رکھتا، تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کو خوب جانتا ہے۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ بے شک یہ کام میرے لئے میرے دین، میرے معاش اور میرے انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے تو اس کا میرے حق میں فیصلہ کر دے اور اسے میرے لئے آسان کر دے، پھر میرے لئے اس میں برکت ڈال دے اور اگر تو جانتا ہے کہ بے شک یہ کام میرے لئے میرے دین، میرے معاش اور میرے انجام کار کے لحاظ سے بُرا ہے تو اسے مجھ سے دور کر دے اور مجھے اس سے دور کر دے اور میرے لئے بھلائی کا فیصلہ کر دے جہاں بھی وہ ہو، پھر مجھے اس پر راضی کر دے۔

۷-گھر سے نکلنے کی دعا پڑھ لے

بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ [أبو داود ٥٠٩٥]

اللہ کے نام سے نکلتا ہوں، اللہ ہی پر میں نے بھروسہ کیا، برائی سے بچنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی طاقت سوائے اللہ کے کہیں سے ملنے والی نہیں۔

سواری پر بیٹھ کر تین بار اللہ اکبر کہے پھر یہ دعا پڑھے:

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا، وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ، اللهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا، وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ، اللهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ

پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس سواری کو مسخر کر دیا، ہم اس کو اپنے قابو میں کرنے والے نہ تھے، بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقوی کا سوال کرتے ہیں اور اس عمل کا جسے تو پسند کرے۔ اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہمارے لئے آسان کر دے اور اس کی دوری کو لپیٹ دے۔ اے اللہ! سفر میں تو ہی ساتھی ہے اور اہل وعیال کا نگران بھی تو ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی شدتوں، برے منظر، واپسی کی ناکامی اور مال اہل واولاد میں برے حالات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔[مسلم ١٣٤٢]

٨- جمعرات کے دن صبح سویرے سفر پر نکلیں تو بہتر ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا** [أبو داود ٢٦٠٦]

اے اللہ میری امت کی صبح میں برکت عطا فرما۔

اور اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ عموماً جمعرات کے دن سفر کیا کرتے تھے۔

٩- اونچی جگہ چڑھتے وقت اللہ اکبر کہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ الله، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُسَافِرَ فَأَوْصِنِي، قَالَ: **عَلَيْكَ بِتَقْوَى الله، وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ** [الترمذي ٣٤٤٥، ابن ماجة ٢٧٧١]

ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں سفر پر نکلنا چاہتا ہوں، چنانچہ آپ مجھے وصیت فرمائیے! آپ نے فرمایا: اللہ کا ڈر و خوف لازم پکڑو، اور ہر اونچائی پر تکبیر کہتے رہو۔

۱۰- دوران سفر لوگوں سے کوئی خطرہ محسوس کریں تو پڑھیں:

اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ [أبو داود ١٥٣٧]

اے اللہ! ہم تجھے ان کے مقابلے میں پیش کرتے ہیں اور کی شرارتوں سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

۱۱- دوران سفر اللہ سے دعا کرتا رہے اور دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا سوال کرتا رہے، کیونکہ سفر میں دعا قبول ہوتی ہے۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْوَالِدِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ [أبو داود ١٥٣٦]

بلاشک وشبہ تین دعائیں قبول ہوتی ہیں: والد کی دعا اولاد کے حق میں، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔

۱۲- کسی منزل میں اترے تو کہے:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ [مسلم ٢٧٠٨]

اللہ کے مکمل کلمات کے واسطے سے میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں اس کی مخلوق کے شر سے۔

۱۳- جب سفر سے واپس ہونے لگے تو سفر کی دعا جو پہلے پڑھ چکے ہیں وہ پڑھے اور ساتھ میں یہ بھی پڑھے:

آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ [مسلم ١٣٤٢]

ہم واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، اپنے رب کی عبادت کرنے والے ہیں اور تعریف کرنے والے ہیں۔

۱۴- اچانک رات کے وقت اپنے گھر نہ پہنچے، اگر ہوسکے تو کسی کو بھیج کر (یا کسی اور ذریعے سے) اطلاع دے، نبی کریم ﷺ کی یہی سنت مبارکہ تھی۔

۱۵- عورت تنہا سفر نہ کرے، اس کے ساتھ اس کا محرم ہونا ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ عَلَيْهَا

کسی عورت کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے محرم کے بغیر ایک دن اور رات کا سفر کرے۔[مسلم ۱۳۳۹ البخاري ۱۰۸۸]

لباس کے آداب

ایک مسلمان لباس کے بارے میں درج ذیل آداب کا خیال رکھتا ہے:

۱- مرد مطلق طور پر ریشمی لباس نہ پہنے، چاہے وہ کوئی بھی کپڑا ہو، ثوب، عمامہ وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے:

حُرِّمَ لِبَاسُ الحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ [الترمذي ۱۷۲۰]

ریشم اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور ان کی عورتوں کے لئے حلال ہیں۔

۲- اپنے ثوب، پاجامہ وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے نہ لٹکائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **مَا أَسْفَلَ مِنَ الكَعْبَيْنِ مِنَ الإِزَارِ فَفِي النَّارِ** [البخاري ٥٧٨٧]
تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہو وہ جہنم میں ہو گا۔

۳- لباس جس کسی رنگ میں ہو جائز ہے البتہ سفید رنگ کو ترجیح دینا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ

تم لوگ اپنے کپڑوں میں سفید لباس پہنا کرو کیونکہ تمہارے کپڑوں میں وہ سب سے اچھا ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو۔[أبو داود ٣٨٧٨]

۴- مسلمان عورت اتنا لمبا لباس استعمال کرے کہ اس کے قدم ڈھک جائیں اور اوڑھنی ایسی ہو کہ سر، گردن اور سینے کو چھپا دیں۔ اللہ عزوجل کے اس فرمان کی روشنی میں

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ [الأحزاب:٥٩]

اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیں۔

۵- مرد حضرات سونے کی انگوٹھی نہ پہنیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا، البتہ چاندی کی انگوٹھی پہن سکتے ہیں۔

حُرِّمَ لِبَاسُ الحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ [الترمذي ١٧٢٠]
ریشم اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور ان کی عورتوں کے لئے حلال ہیں۔

٦-ایک چپل میں نہ چلے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لاَ يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا، أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا
ایک جوتا پہن کر نہ چلو، دونوں اتارو یا دونوں پہن لو۔ [البخاري ٥٨٥٦ مسلم ٢٠٩٧]

* جب چپل جوتا پہنیں تو پہلے دایاں پھر بایاں، جب نکالیں تو پہلے بایاں پھر دایاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِاليَمِينِ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ
جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں پاؤں میں پہلے پہنے اور جب اتارے تو بائیں پاؤں سے پہلے اتارے۔ [البخاري ٥٨٥٥ مسلم ٢٠٩٧]

* اسی طرح لباس پہننے میں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ، فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ [البخاري ٤٢٦ مسلم ٢٦٨]
نبی کریم ﷺ اپنے تمام کاموں میں جہاں تک ہوسکے دائیں جانب کو پسند فرماتے، وضو کرنے میں، کنگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں۔

۷- مرد عورتوں والا لباس اور عورتیں مردوں والا لباس نہ پہنیں، اس لئے کہ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ [أبو داود ٤٠٩٨]

عورتوں والا لباس پہننے والے مرد اور مردوں جیسا لباس پہننے والی عورتوں پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی۔

لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ [البخاري ٥٨٨٥]

عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مرد اور مردوں کی شباہت اختیار کرنے والی عورتوں پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

۸- ہر دن لباس پہننے والے یہ دعا پڑھیں گے تو ان کے پچھلے (چھوٹے گناہ) بخش دیئے جائیں گے۔

الْحَمْدُ لله الَّذِي كَسَانِي هَذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي، وَلَا قُوَّةٍ

سب تعریفیں اللہ کے لئے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری کسی طاقت و قوت کے بغیر ہی یہ مجھے عطا کیا۔[أبو داود ٤٠٢٣]

جب نئے کپڑے پہنیں تو یہ دعا پڑھیں:

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ، وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ [أبو داود ٤٠٢٠]

اے اللہ! سب تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں تو نے ہی مجھے یہ پہنایا، میں تجھ سے اس کی بھلائی کا اور جس بھلائی کے لئے یہ بنایا گیا اس کا سوال کرتا ہوں اور تیری پناہ میں آتا ہوں اس کی برائی سے اور جس برائی کے لئے اسے بنایا گیا۔

اگر کسی کو نیا کپڑا پہنے ہوئے دیکھیں تو یوں دعا دیں:

تُبْلِي وَيُخْلِفُ اللهُ تَعَالَى [أبو داود ٤٠٢٠]

اللہ کرے تم اسے خوب استعمال کرکے پرانا کرو اور اللہ اس کے بعد اور بھی عنایت فرمائے۔

خصائل فطرت کے آداب

نبی کریم ﷺ سے فطری عادات پانچ ثابت ہیں

خَمْسٌ مِنَ الفِطْرَةِ: الخِتَانُ، وَالاِسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الإِبْطِ، وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ [البخاري ٥٨٨٩ مسلم ٢٥٧]

پانچ صفات فطرت میں سے ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال اتارنا، بغل کے بال اکھیڑنا، ناخن تراشنا اور مونچھ کاٹنا۔

۱- ختنہ کرنا یعنی شرمگاہ کے شروع میں جھلی جیسے چمڑے کا کاٹنا۔ ولادت کے ساتویں دن ختنہ کرنا مستحب ہے، اگر کسی وجہ سے تھوڑی دیر ہو جائے تو کوئی

بات نہیں۔ اگر کسی وجہ سے بلوغت تک بھی نہ ہو سکا تو بہر حال جتنا جلد ممکن ہو کر لینا چاہئے۔

۲-زیر ناف کے بال استرا وغیرہ سے نکالنا۔

۳- * مونچھ کاٹنا یعنی ہونٹ کو چھپاتے ہوئے جو بال بڑھ آتے ہیں انہیں کاٹنا۔

* جہاں تک داڑھی کا مسئلہ ہے تو اسے بڑھانا چاہئے (اسے مونڈھنا یا کاٹنا حرام ہے)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جُزُّوا الشَّوَارِبَ، وَأَرْخُوا اللِّحَى خَالِفُوا الْمَجُوسَ [مسلم ٢٦٠]

مونچھ کاٹو، داڑھی کو لٹکتا چھوڑ دو اور مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ أَحْفُوا الشَّوَارِبَ، وَأَوْفُوا اللِّحَى وفي رواية أعفوا اللحى

مشرکین کی مخالفت کرو مونچھ کاٹو داڑھی پوری پوری رکھو۔ ایک روایت میں ہے: داڑھی کو خوب بڑھنے، زیادہ ہونے دو۔ [مسلم ٢٥٩]

* قزع نہ کرے یعنی سر کے کچھ بال کاٹ کر کچھ چھوڑ دینا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ [البخاري ٥٩٢١ مسلم ٢١٢٠]

رسول اللہ ﷺ نے قزع کرنے سے منع فرمایا۔

* اگر کوئی مسلمان اپنے سر کے بال زیادہ رکھنا چاہتا ہے تو ان کی صفائی ستھرائی کا خیال کرے اور ان میں کنگھی کرتا رہے۔

مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ [أبو داود ٤١٦٣]

جس کے بال ہوں وہ ان کو بنا سنوار کر رکھے۔

۴-بغل کے بال اکھیڑنا ہی صحیح ہے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو مونڈھ بھی سکتے ہیں۔

۵- فطری عادات میں یہ چیزیں بھی شامل ہیں: ناخن کاٹنا، بہتر ہے کہ پہلے دایاں ہاتھ کی پھر بائیں ہاتھ کے ناخن اس کے بعد دائیں پیر کی پھر بائیں پیر کے ناخن نکالیں۔

ایک مسلمان یہ سب کچھ نبی کریم ﷺ کی اقتداء اور پیروی کی نیک نیتی سے کرے، تاکہ اسے اجر و ثواب حاصل ہو۔ کیونکہ اعمال کی قبولیت کا دارو مدار نیتوں پر ہوتا ہے، جیسے انسان کی نیت ہوتی ہے ویسے ہی اجر ملتا ہے۔

سونے کے آداب

مسلمان نیند کو اللہ کی نعمت سمجھتا ہے، اس نعمت کے ذریعے اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر بڑا اکرم کیا ہے۔ فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ [القصص:٧٣]

اور اس کی مہربانی ہے کہ اس نے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا، تاکہ تم اس میں آرام کرو اور اس کا فضل (رزق حلال) تلاش کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔

شکران نعمت کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان نیند اور سونے سے متعلق درج ذیل آداب کا اہتمام کرے:

۱- نماز عشاء کے بعد سونے میں تاخیر نہ کرے، الا یہ کہ کوئی سخت ضرورت ہو، مثلا: کوئی علمی مذاکرہ، مہمان کے ساتھ بات چیت اور گھر والوں کے ساتھ انس و الفت کی باتیں وغیرہ۔ اس حدیث کی بنیاد پر جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ

أَنَّ رَسُولَ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ العِشَاءِ وَالحَدِيثَ بَعْدَهَا

رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونے کو اور عشاء کے بعد بات چیت کو ناپسند فرماتے تھے۔[البخاري ٥٦٨ مسلم ٦٤٧]

۲- کوشش کرے کہ باوضو سوئے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا: (واضح رہے کہ یہ نصیحت سب کے لئے ہے)

إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ، فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلاَةِ [البخاري ٢٤٧ مسلم ٢٧١٠]

جب تم اپنے بستر پر (سونے کے لئے) آؤ تو ویسے ہی وضو کرو جیسے نماز کے لئے وضو کرتے ہو۔

۳- پہلے تو دائیں کروٹ لیٹے، اور دائیں ہاتھ کا سرہانہ بنائے (دائیں ہاتھ کو اپنے سر کے نیچے رکھ لے)۔ اس کے بعد اگر بائیں بازو میں پلٹ جاتے ہیں تو کوئی بات نہیں۔ مذکورہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت براء سے فرمایا:

ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الأَيْمَنِ. [البخاري ٢٤٧ مسلم ٢٧١٠]

پھر اپنے دائیں کروٹ لیٹ جاؤ۔

نیز ایک دوسری حدیث میں ہے:

إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ وَأَنْتَ طَاهِرٌ فَتَوَسَّدْ يَمِينَكَ [أبو داود ٥٠٤٧]

جب تم اپنے بستر پر آؤ تو باوضو رہو پھر اپنے دائیں ہاتھ کو تکیہ (سرہانہ) بنا کر لیٹو۔

۴- دن میں ہو یا رات میں اپنے پیٹ کے بل نہ سویا کرو، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس انداز کے سونے کے بارے میں فرمایا:

إِنَّ هَذِهِ ضِجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللهُ [الترمذي ٢٦٧٨]

بے شک اس طرح کے لیٹنے کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

إِنَّمَا هَذِهِ ضِجْعَةُ أَهْلِ النَّارِ [ابن ماجة ٣٧٢٤]

بے شک اس طرح کا لیٹنا تو جہنمیوں کا ہے۔

۵- جہاں تک ہوسکے سونے سے پہلے کے مسنون اذکار پڑھنے کا اہتمام کرے، جن میں سے چند یہ ہیں:

سونے سے پہلے کے اذکار

1-دونوں ہتھیلیاں ملا کر پھونک مارے پھر سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھے، اور اپنے جسم پر جہاں تک ممکن ہو سکے پھیر لے، سر، چہرے اور جسم کے سامنے والے حصے سے شروع کرے۔ اس طرح تین دفعہ کرے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ(١) اللهُ الصَّمَدُ(٢) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ(٣) وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ(٤)﴾. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ (١) مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (٢) وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ (٣) وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي العُقَدِ(٤) وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ(٥)﴾. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ(١) مَلِكِ النَّاسِ(٢) إِلَهِ النَّاسِ(٣) مِنْ شَرِّ الوَسْوَاسِ الخَنَّاسِ(٤) الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ(٥) مِنَ الجِنَّةِ وَالنَّاسِ (٦)﴾.

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد، اور نہ ہے اس کا ہم پلہ ہی کوئی۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں پناہ میں آتا ہوں صبح کے رب کی، اُس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی، اور اندھیرا کرنے والی رات کے شر سے جب وہ چھا جائے، اور ان کے شر سے جو پھونکنے والی ہیں گرہوں میں، اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔ آپ کہہ دیجئے میں پناہ میں آتا ہوں لوگوں کے رب کی، لوگوں کے بادشاہ کی، لوگوں کے معبود کی، وسوسہ ڈالنے والے شیطان سے جو آنکھوں سے اوجھل ہے، جو وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے سینوں میں، جنوں میں سے اور انسانوں میں سے۔[بخاری ٥٠١٧]۔

2-جب تم اپنے بستر پر پہنچو آیۃ الکرسی مکمل پڑھو تو اللہ کی طرف سے ایک

محافظ مقرر ہو جائے گا اور شیطان صبح تک تمہارے قریب بھی نہ آسکے گا۔
[بخاری ۲۳۱۱ کے بعد والی حدیث]

﴿ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴾

ترجمہ: اللہ وہ ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے اس کے، وہ زندہ جاوید (اور) نگران ہے، نہیں آتی اسے اونگھ اور نہ نیند، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، کون ہے وہ جو سفارش کر سکے اس کے ہاں مگر اس کی اجازت سے؟ وہ ان چیزوں کو جانتا ہے جو ان کے سامنے ہیں، اور جو ان کے پیچھے ہیں، اور وہ لوگ نہیں احاطہ کر سکتے کسی چیز کا اس کے علم میں سے، مگر وہ خود جس قدر چاہے گھیر رکھا ہے اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو اور نہیں تھکاتی اس کو ان دونوں کی حفاظت، اور وہ بلند ہے عظمت والا ہے۔[البقرۃ:۲۵۵]

3- جو شخص رات کے وقت سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لیتا ہے وہ اس کے لئے کافی ہو جاتی ہیں۔ [بخاری۴۰۰۸، مسلم۸۰۷]۔

﴿ آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ(۲۸۵) لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ

وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (٢٨٦)﴾. [البقرة].

ترجمہ: ایمان لایا اللہ کا رسول اس کتاب پر جو اتاری گئی اس پر اس کی رب کی طرف سے اور سب مومن بھی (ایمان لائے)، سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر، نہیں ہم فرق کرتے کسی کے درمیان اُس کے رسولوں میں سے اور وہ (اللہ سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سنا اور قبول کیا، اے پروردگار ہم تجھ سے تیری بخشش طلب کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہماری واپسی ہے۔ نہیں تکلیف دیتا اللہ کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق ہی، جو شخص نیکی کرے گا اس کا فائدہ اسی کو ملیگا، اور جو برائی کریگا اس کا وبال اسی پر ہو گا، اے ہمارے رب تو ہمارا مواخذہ نہ کرنا، اگر ہم سے بھول ہو جائے یا ہم غلطی کر بیٹھیں، اے ہمارے رب نہ ڈال ہم پر ایسا بوجھ جیسے ڈالا تو نے ان لوگوں پر جو ہم سے پہلے ہوئے، اے ہمارے رب ہم سے اتنا بوجھ نہ اٹھوا جس (کے اٹھانے) کی ہم میں طاقت نہیں ہے، تو درگزر فرما ہم سے اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا کارساز ہے پس تو مدد فرما ہماری کافروں کے مقابلہ میں۔ (آمین)۔

4- جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بستر سے اٹھے اور پھر دوبارہ اس کی طرف آئے تو اسے اپنی چادر کے دامن سے تین مرتبہ جھاڑے اور بسم اللہ

کہے، کیا معلوم اس کے بعد اس پر کیا چیز آگئی ہو، اور جب لیٹے تو یہ دعا پڑھے
بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ. [بخاری ٦٣٢٠، مسلم ٢٧١٤]

ترجمہ: تیرے نام کے ساتھ ہی اے میرے رب! رکھا میں نے اپنا پہلو (بستر پر) اور تیرے نام کے ساتھ ہی اس کو اٹھاؤں گا لہذا اگر تو میری روح کو روک لے تو اس پر رحم فرما اور اگر تو اسے چھوڑ دے تو اس کی ایسے حفاظت فرمانا جیسے تو حفاظت فرماتا ہے اپنے نیک بندوں کی۔

5- جب رسول اللہ ﷺ سونا چاہتے اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا تین مرتبہ پڑھتے: **اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ** [ابو داود ٥٠٤٥]

اے اللہ مجھے بچانا (اس دن) اپنے عذاب سے، جس دن تو اٹھائے گا اپنے بندوں کو۔

6- **اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا** [بخاری ٦٣١٤]

اے اللہ تیرے ہی نام کے ساتھ میں مرتا اور زندہ ہوتا ہوں۔

7- حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما نے جب نبی کریم ﷺ سے ایک خادم کا مطالبہ کیا جو ان کے گھر کے کاموں میں مددگار بنے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم دونوں کو اس سے اچھی بات نہ بتلاؤں جس کے بارے میں تم نے پوچھا ہے؟ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہا کرو، یقیناً یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔ [البخاري ٥٣٦١ مسلم ٢٧٢٧]

8- دائیں کروٹ لیٹ کر یہ دعا پڑھیں: **اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ**

وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ (مسلم ٢٧١٣)

ترجمہ: اے اللہ! رب ساتوں آسمانوں کے! اور رب عرش عظیم کے! اے ہمارے اور ہر چیز کے رب! اے دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! اور اے نازل کرنے والے توراۃ وانجیل اور فرقان (قرآن) کے، میں پناہ میں آتا ہوں تیری ہر اس چیز کے شر سے کہ تو پکڑے ہوئے پیشانی اس کی، اے اللہ تو ہی اول ہے پس نہیں تجھ سے پہلے کوئی چیز، اور تو ہی آخر ہے پس نہیں تیرے بعد کوئی چیز، اور تو ہی غالب ہے پس نہیں تیرے اوپر کوئی چیز، اور تو ہی باطن ہے پس نہیں ہے تجھ سے پوشیدہ تر کوئی چیز، ادا کر دے ہم سے (ہمارا) قرض، اور ہمیں غنی بنادے فقر سے نکال کر۔

9- الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ

ترجمہ: ہر قسم کی تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں کافی ہو گیا اور ہمیں ٹھکانہ دیا (ورنہ) کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کی نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے اور نہ ٹھکانہ دینے والا ہے۔ [مسلم ۲۷۱۵]

10- اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ، وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجُرَّهُ إِلَى مُسْلِمٍ [ترمذی ۳۵۲۹]۔

ترجمہ: اے اللہ! اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے! اے جاننے والے غیب اور ظاہر کے! نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے تیرے، اے ہر چیز کے رب اور مالک! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے، اور اس بات سے بھی کہ میں ارتکاب کروں اپنے ہی نفس کے خلاف کسی برائی کا یا اسے کھینچ لاؤں کسی مسلمان کی طرف۔

11- نبی کریم ﷺ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ لیٹنے کے لئے اپنے بستر پر جانے سے پہلے ویسے وضو کرے جیسے نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے پھر اپنے دائیں کروٹ لیٹ کر یہ دعا پڑھے اگر اسی رات اس کا انتقال ہو جائے تو فطرت پر اس کی موت ہو گی۔

اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَا وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ [بخاری ۲۴۷، مسلم ۲۷۱۰]۔

ترجمہ: اے اللہ میں تابع کر دیا ہے اپنے نفس کو تیرے، اور سونپ دیا ہے اپنا معاملہ تجھے، اور متوجہ کیا ہے میں اپنا چہرہ تیری طرف، اور جھکائی اپنی پُشت تیری طرف، (ثواب میں) رغبت کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے (عذاب سے)، نہیں ہے کوئی پناہ گاہ اور نہ جائے نجات تجھ سے مگر تیری ہی بار گاہ میں، ایمان لایا تیری اس کتاب پر، جسے تو نے نازل فرمایا، اور تیرے اس نبی پر جسے تو نے ہماری طرف بھیجا۔

12- نبی کریم ﷺ نے نوفل رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تم سورۃ الکافرون پڑھ کر سو جاؤ

اس لئے کہ اس میں شرک سے بیزاری کا اظہار ہے۔[ابوداود ۵۰۵۵]

﴿ قُلْ يَا أَيُّهَا الكَافِرُونَ (١) لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ (٢) وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ (٣) وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ (٤) وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ (٥) لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ (٦) ﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو! نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو، نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں، اور نہ میں عبادت کروں گا جسکی تم عبادت کرتے ہو، اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کر رہا ہوں، تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے

13- دوران نیند آنکھ کھل جائے تو کہے: لاَ إِلَهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، الحَمْدُ لله، وَسُبْحَانَ الله، وَلاَ إِلَهَ إِلَّا الله، وَالله أَكْبَرُ، وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بالله، پڑھ لے پھر کہے اے اللہ میرے گناہ بخش دے تو گناہ بخش دیئے جائیں گے، دعا کرے تو قبول ہو گی، نماز پڑھے تو قبول کی جائے گی۔[بخاری ۱۱۵۴]

- سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات [مُفلِحُون] تک پڑھے۔

- پھر کہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ سُبْحَانَكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي، وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ، اللَّهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا، وَلَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ أَنْ هَدَيْتَنِي، وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً؛ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ. [ابوداود ۵۰۶۱، شیخ البانیؒ نے ضعیف کہا]

٦- اسی طرح ایک مسلمان جب صبح کرے تو ان اذکار کا اہتمام کرے:

اولاً: جب وہ بیدار ہو تو بستر سے اٹھنے سے پہلے پڑھے:

الحَمْدُ لله الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔[البخاري ٦٣١٢]

ثانیا: جب تہجد کے لئے اٹھے تو اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر سورہ آل عمران کی یہ آیات تلاوت کرے: ﴿**إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الأَلْبَابِ(١٩٠) ... يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ(٢٠٠)**﴾.

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنی خالہ زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات گزارا تو دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات یا اس سے کچھ پہلے یا بعد تک سوئے رہے، پھر بیدار ہوئے، اپنے ہاتھ سے چہرہ پونچھتے ہوئے نیند کو دور کرنے لگے، پھر مذکورہ سورہ آل عمران کی آیات تلاوت فرمائی، پھر ایک لٹکائے ہوئے مشکیزے کی طرف بڑھ کر اس سے وضو کیا بہت اچھا وضو کیا، پھر تہجد کی نماز ادا کی۔[بخاری ١٣٨، ابوداود، نسائی]

ثالثا: صبح وشام کے اذکار کا اہتمام کرے۔

صبح و شام کے اذکار

1- جو شخص صبح ۳ بار اور شام ۳ بار اس دعا کو پڑھے اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی:

بِسْمِ اللهِ الَّذِي لاَ يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الأَرْضِ وَلاَ فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ العَلِيم [أبو داود ٥٠٨٨]

اس اللہ کے نام سے جس کے نام کی برکت سے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، زمین کی ہو یا آسمانوں کی، وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

2- جو شخص آیۃ الکرسی صبح پڑھے گا تو شام تک اور شام پڑھے گا تو صبح تک شیطان سے محفوظ رہے گا. [صحيح الترغيب ٦٦٢].

﴿ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الحَيُّ القَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ العَلِيُّ العَظِيمُ ﴾

3- نیچے دی گئی دعائیں شام میں پڑھیں تو براکیٹ میں موجود الفاظ نہ پڑھیں۔ اور صبح پڑھیں تو جن کے نیچے لکیر ہے ان کو نہ پڑھیں۔

أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى (أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ) الْـمُلْكُ لله وَالْـحَمْدُ لله لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْـمُلْكُ وَلَهُ الْـحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ (هَذا اليَوْمِ) وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا (ہُ) وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي

هَذِهِ اللَّيْلَةِ (هَذَا اليَوْم) وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا (هُ) رَبِّ أَعُوذُ بكَ مِنْ الْكَسَل وَسُوءِ الْكِبَرِ رَبِّ أَعُوذُ بكَ مِنْ عَذَاب فِي النَّارِ وَعَذَاب فِي الْقَبْرِ.

شام کی ہم نے اور شام کی سارے ملک نے جو کہ اللہ کا ہے، اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے نہیں کوئی شریک اس کا، اسی ہی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے ہی سب تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے، اے میرے رب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس رات کی بہتری کا اور اس رات کی بہتری کا جو اس کے بعد آنے والی ہے، اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس رات کے شر سے اور اس کے بعد آنے والی رات کے شر سے، اے میرے رب میں تیری پناہ میں آتا ہوں کاہلی سے، اور بڑھاپے کی خرابی سے، اے میرے رب میں تیری پناہ میں آتا ہوں آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے۔[مسلم ٢٧٢٣].

4- أَمْسَيْنَا (أَصْبَحْنَا) عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ وَعَلَى كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وَعَلَى دِينِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلَى مِلَّةِ أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنْ الْمُشْرِكِينَ

ہم نے شام کی فطرت اسلام پر اور کلمۂ اخلاص پر اور ہمارے نبی محمد ﷺ کے دین پر اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر جو یک رُخ (اور) فرمانبردار تھے اور نہ تھے وہ مشرکوں میں سے۔[أحمد ٣/ ٤٠٦ صحيح].

5- جو شام میں ۳ بار اس دعا کو پڑھے گا اسے کوئی زہریلی چیز نہیں ڈسے گی

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ [مسلم ٢٧٠٩].

میں اللہ کے مکمل کلمات کے واسطے سے پناہ مانگتا ہوں اس کی مخلوق کے شر سے۔

6- اَللَّهُمَّ بِكَ أَمْسَينَا وَبِكَ أَصْبَحْنَا وَ بِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيكَ النُّشُور

اے اللہ تیری ہی حفاظت میں ہم نے شام کی اور تیری ہی حفاظت میں ہم نے صبح کی اور تیرے ہی نام سے ہم زندہ ہوتے ہیں اور تیرے ہی نام سے ہم مرتے ہیں اور تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔[الترمذي ٣٣٩١، أبو داود ٥٠٦٨].

اسی دعا کو صبح یوں پڑھیں:

اَللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَينَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيكَ المَصِير

7- اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجُرَّهُ إِلَى مُسْلِمٍ. [الترمذي ٣٥٢٩].

اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! غیب و حاضر کے جاننے والے! ہر چیز کے رب اور اس کے مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے تیرے، میں تیری پناہ میں آتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے اور اس بات سے کہ اپنے ہی خلاف کسی برائی کا ارتکاب کروں یا اسے کسی مسلمان کی طرف کھینچ لاؤں۔

8- اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي اللَّهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي اللَّهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي. [أبو داود ٥٠٧٤].

اے اللہ! بے شک میں سوال کرتا ہوں تجھ سے معافی کا اور عافیت کا دنیا اور آخرت میں، اے اللہ بے شک میں سوال کرتا ہوں تجھ سے معافی کا اور عافیت کا دین اور دنیا میں اور اپنے اہل ومال میں، اے اللہ پردہ ڈال دے میرے عیبوں پر، اور امن دے میرے گھبراہٹوں میں، اے اللہ تو میری حفاظت فرما میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میری دائیں طرف سے، میری بائیں طرف سے اور میرے اوپر سے، اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری عظمت کے ساتھ اس بات سے کہ اچانک ہلاک کیا جاؤں نیچے سے۔

9- جو دن میں سو مرتبہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** کہے اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ملے گا، اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائینگی اور اس کی سو برائیاں مٹادی جائینگی۔ اور یہ کلمات اس کے لئے اس دن شام تک شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ ہونگے اور (قیامت والے دن) کوئی شخص اس سے زیادہ فضیلت والا عمل لے کر حاضر نہیں ہوگا سوائے اس شخص کے جس نے اس سے زیادہ یہ عمل کیا ہوگا۔

[البخاري ٣٢٩٣، مسلم ٢٦٩١].

10- جو شخص ان تین سورتوں کو ۳ بار صبح اور ۳ بار شام پڑھے گا وہ اس کے لئے کافی ہو جائینگی۔ [أبو داود ٥٠٨٢، ترمذي ٣٥٧٠].

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ **﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ (١) اللهُ الصَّمَدُ (٢) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (٣) وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ (٤)﴾**. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ **﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ (١) مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (٢) وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ (٣) وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي العُقَدِ (٤) وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ (٥)﴾**.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ (١) مَلِكِ النَّاسِ (٢) إِلَهِ النَّاسِ (٣) مِنْ شَرِّ الوَسْوَاسِ الخَنَّاسِ (٤) الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (٥) مِنَ الجِنَّةِ وَالنَّاسِ (٦)﴾.

11- يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيثُ ، أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِي وَلاَ تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ [الصحيحة ٢٢٧].

اے زندہ جاوید! اے کائنات کے نگران! میں تیری ہی رحمت کے ذریعے سے فریاد کرتا ہوں تو سنوار دے میرا ہر کام، اور نہ سپرد کر مجھے میرے اپنے نفس کے پلک جھپکنے کے برابر بھی۔

12- جو شخص سید استغفار دن میں دل کے یقین کے ساتھ پڑھے اور شام ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ جنتی ہے اور جو یقین کے ساتھ رات کو پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ جنتی ہے۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ. [البخاري ٦٣٠٩].

اے اللہ تو ہی میرا رب ہے، نہیں کوئی معبود سوائے تیرے، اور میں تیرا بندہ ہوں، اور میں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں اپنی طاقت کے مطابق، میں پناہ مانگتا ہوں تیرے ذریعے سے ہر اس چیز کے شر سے جس کا میں نے ارتکاب کیا، میں اقرار کرتا ہوں تیرے سامنے تیرے انعام کا جو مجھ پر ہوا، اور میں اقرار کرتا ہوں اپنے گناہوں کا،لہذا تو مجھے معاف کر دے، واقعہ یہ ہے کہ نہیں معاف کر سکتا گناہوں کو مگر تو ہی۔

13- جو شخص ایک دن میں سو مرتبہ سُبْحَانَ اللہ وَ بحَمْدِہِ پڑھے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

14- اور جو شخص صبح ۱۰۰ بار، شام ۱۰۰ بار سُبْحَانَ اللہ وَ بحَمْدِہِ کہے تو اس دن اس سے افضل عمل کرنے والا کوئی نہ ہو گا سوائے اس کے جس نے اتنا یا اس سے زیادہ کہا۔[البخاري ٦٤٠٥ مسلم ٢٦٩١ ، مسلم ٢٦٩٢].

15- جو شخص فجر کی نماز کے بعد ۳ بار اس دعا کو پڑھے گا تو اس کو صبح سے چاشت تک ذکر کرتے رہنے کا ثواب ملے گا. [مسلم ٢٧٢٦].

سُبْحَانَ اللہ وَبِحَمْدِہِ عَدَدَ خَلْقِہِ وَرِضَا نَفْسِہِ وَزِنَةَ عَرْشِہِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِہِ.

میں پاکیزگی بیان کرتا ہوں اللہ کی اس کی تعریفوں کے ساتھ اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، (وہ مقدار جس سے) وہ اپنی ذات کے لئے راضی ہو جائے، اور اس کے عرش کے وزن کے برابر، اور اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر۔

16- ① جو صبح و شام ۳،۳ بار یہ پڑھے اللہ قیامت کے دن اس کو ضرور خوش کر دے گا۔ ② صبح و شام کی تحدید کے بنا مجرد کہنے پر جنت کی خوشخبری بھی دی گئی۔ ③ جو صبح میں یہ کہے گا اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرنے کی ضمانت دیتا ہوں۔

[①مسند أحمد ٣١/ ٣٠٢ ، ② أبو داود ١٥٢٩ ، ③الصحيحة ٢٦٨٦ ٦٥٧].

رَضِيتُ بِاللہ رَبّاً وَ بِالإِسْلامِ دِيناً وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا.

میں راضی ہو گیا اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین مان کر اور محمد ﷺ کو اپنا نبی مان کر

17- جو سات مرتبہ یہ پڑھے اللہ اس کی پریشانیوں میں کافی ہو جائیگا

حَسْبِيَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ.

اللہ ہی میرے لئے کافی ہے، نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا رب ہے۔[أبو داود ٥٠٨١ حسنه زبير علي زئي].

18- **اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِي اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِي اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.** (٣ بار). [أبو داود ٥٠٩٠].

اے اللہ مجھے عافیت دے میرے بدن میں، اے اللہ مجھے عافیت دے میرے کانوں میں، اے اللہ مجھے عافیت دے میرے آنکھوں میں، نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے تیرے۔ اے اللہ! یقینا میں تیری پناہ میں آتا ہوں کفر سے اور غربت سے، اور تیری پناہ میں آتا ہوں عذاب قبر سے، نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے تیرے۔

19- جو صبح دس مرتبہ اور شام دس مرتبہ پڑھے اس کو قیامت کے دن نبی ﷺ کی شفاعت نصیب ہو گی

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبرَاهِيمَ وَ عَلَى آلِ إِبرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيد، اللهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ مُحَمدٍ كَمَا بَارَكتَ عَلَى إِبرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبرَاهيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيد [صحيح الجامع ٦٣٥٧]

اے اللہ صلاۃ بھیج محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر جیسے صلاۃ بھیجا تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو قابل تعریف ہے اور بڑی

شان والا ہے، اے اللہ برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر جیسے برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۔

20- اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَيِّبًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا.

اے اللہ یقینا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نفع بخش علم و پاک رزق اور مقبول عمل کا۔ (اس کو صرف فجر بعد پڑھیں)۔[ابن ماجة ٩٢٥].

21- بکثرت استَغْفِرُ الله وَأَتُوبُ إليه کہتے رہے۔[بخاری ۶۳۰۷، مسلم ۲۷۰۲]

۷- گھر سے باہر نکلتے ہوئے جب چوکھٹ پار کرے تو کہے:

بِسْمِ الله تَوَكَّلْتُ عَلَى الله، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله [أبو داود ٥٠٩٥]

نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ جب بندہ یہ دعا پڑھتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے: تجھے ہدایت ملی، تیری کفایت کی گئی اور تجھے بچا لیا گیا، چنانچہ شیاطین اس سے دور ہو جاتے ہیں۔

۸- جب باہر نکل جائے تو کہے: اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ، أَوْ أُضَلَّ، أَوْ أَزِلَّ، أَوْ أُزَلَّ، أَوْ أَظْلِمَ، أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ، أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ۔ اس حدیث کی وجہ سے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی میرے گھر سے نکلتے تو اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھاتے اور یہ دعا پڑھتے۔[أبو داود ٥٠٩٤]

وصلى الله وبارك على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم